Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly
BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 38

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

3 ذیقعدہ 1433 ہجری قمری 20 تبوک 1391 ہش 20 ستمبر 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس
وبارك لنا في عمره وامره۔

صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیعت کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

یہ واقعات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ ہمیں بھی اپنے اندر پاکیزہ تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں

اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو حضرت مسیح موعودؑ و امام مہدی کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے

خلاصہ خطاب فرمودہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع جلسہ سالانہ لندن مورخہ ۷ ستمبر ۲۰۱۲

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہ قوم جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ قوم ہے جس پر خدا تعالیٰ بڑے بڑے فضل کرے گا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا ہماری جماعت میں بھی ہزار ہا ایسے آدمی ہیں جن کو الہام و رؤیا کے ذریعہ سے اطلاع ملی ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زبانِ مبارک سے تصدیق کی ہے کہ یہی سلسلہ حق ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت میں کچھ صحابہ کے واقعات بیان کروں گا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے چنا اور ان پر فضل فرمایا۔ یہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں امام الزمان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ہیں۔ انہیں صحابہ کا درجہ ملا۔ جب ان کے واقعات پڑھو تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کی خوبیوں کے سبب ان کو پکڑ کر مامور زمانہ کے قدموں میں ڈال دیا ہے۔

حضور انور نے صحابہ کرام کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دکھائے گئے رویا، کشوف، الہامات کے ذریعہ بیعت کے واقعات پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ حضرت میاں عبد الرزاق صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ میں ۱۹۰۰ء میں بیمار ہوا۔ ان دنوں میں میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ چارپائی پر بیٹھے ہیں اور ساتھ ہی مجھے کوئی تحریک کرتا ہے کہ سچے ہیں مان لو۔ میں دہلی سے ہوتا ہوا قادیان آیا حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھتے ہی دل نے گواہی دی کہ یہ چہرہ جھوٹوں کا نہیں ہے اور بیعت کر لی۔

حضرت مولوی مہر دین صاحب شاگرد حضرت مولوی برہان الدین جہلمی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز جہلم آپؓ سے ملاقات کیلئے گیا تو معلوم ہوا کہ آپ ڈپٹی صاحب کے پاس ہیں دوران گفتگو ایک سید مولوی صاحب سے بحث کر رہے تھے کہ آپ مرزا صاحب کے فریب میں آ گئے کہ مرزا صاحبؑ نے کہا کہ مجھے آپ کے متعلق الہام ہوا۔ حضرت برہان الدین صاحب نے کہا کہ یہ بات نہیں بلکہ جب حضور نے براہین احمدیہ لکھی تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص کچھ بننے والا ہے۔ میں آپ سے ملاقات کیلئے قادیان گیا معلوم ہوا آپ ہوشیار پور میں ہیں۔ میں وہاں پہنچا تو فارسی میں الہام ہوا ''جہاں تم نے پہنچنا تھا پہنچ گئے ہو''۔ اسی دوران حضرت صاحب کو الہام ہوا کہ ''مہمان آوے تو مہمان نوازی کرنی چاہیئے۔'' میں وہاں چند دن رہا۔ حضور کے حالات دیکھے آپ تین تین وقت کھانا نہ کھاتے۔ نماز باجماعت کیلئے باہر آتے اور دوبارہ عبادت میں محو ہو جاتے۔ میں تو بیعت کے لئے اسی وقت تیار ہو گیا لیکن حضور بیعت نہ لیتے تھے۔

حضرت بہاول شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بٹالہ سے لوگوں سے دریافت کرتا ہوا ۱۱ ستمبر ۱۸۹۸ء کو قادیان دارالامان پہنچا۔ حضور مسجد مبارک کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ حضور کی سچائی مجھے آپ کے چہرہ مبارک کے دیکھنے سے معلوم ہو گئی۔ بے اختیار ہو کر بیعت کی۔ بیعت کے بعد میری حالت بالکل تبدیل ہو گئی۔ خضوع و خشوع بڑھتا جاتا تھا۔ نماز میں مزہ آنے لگا۔ ایک دن ایسا معلوم ہوا کہ میرا دل چیرا گیا ہے۔ اور اس میں روح القدس داخل ہوا ہے مجھے الہامات ہونے لگے۔ یہ سب بیعت کی برکات ہیں۔

حضرت جان محمد صاحب ڈسکویؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ سے دُعا کی تو وقتاً فوقتاً مجھے مختلف بزرگان دکھائے گئے جنہوں نے تاکیداً فرمایا کہ بیعت کر لو۔ اب مسیح موعودؑ کا راج ہے ورنہ بعد میں پچھتاؤ گے آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کیلئے قادیان آیا اور آپ کی بیعت کی۔

خطاب کے آخر میں سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ یہ واقعات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ ہمیں بھی اپنے اندر پاکیزہ تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ اختتامی دُعا سے قبل حضور انور نے فرمایا کہ دعا کریں، سب سے بڑی دعا یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو مسیح موعود و امام مہدیؑ کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مخالفین جو مخالفت کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں اللہ انہیں بھی ہدایت دے۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے دُعا کروائی۔

121 واں جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 121 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29-30 اور 31 دسمبر 2012ء (بروز ہفتہ اتوار اور سوموار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے خود بھی اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور دیگر احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو بھی اس جلسہ میں شامل کرنے کی پرزور تحریک کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خیر اُمت کی موجودہ ابتر حالت اور اس کا حل

قسط:٦ (آخری)

گزشتہ گفتگو میں ہم عالم اسلام کی قیام خلافت کیلئے ناکام جدو جہد اور کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ میں قائم خلافت علیٰ منہاج نبوت کا ذکر کر چکے ہیں۔

خلافت حقہ علیٰ منہاج النبوۃ کے ذریعہ ایک سو پچیس سال سے اسلام کی ترقی و کامرانی کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کیلئے اس امر پر بھی کوشاں ہیں کہ مسلمان اپنے اختلافی عقائد پر قائم رہتے ہوئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت اور اسلام کی سربلندی کے لئے اکٹھے ہو جائیں اور خلافت احمدیہ کی تاریخ ایسی مثالوں سے روشن ہے۔ چند ایک مثالیں پیش ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم جنوری 1896ء کو مسلمانانِ ہند کی طرف سے وائسرائے ہند کے نام اشتہار شائع کیا جس میں حکومت سے درخواست کی گئی کہ وہ مسلمانوں کے لئے جمعہ کی تعطیل کا اعلان کرے۔ مگر مولوی محمد حسین بٹالوی کی مخالفت کی وجہ سے یہ تحریک پیش رفت نہ کر سکی۔

خلافت اولیٰ کے زمانہ میں 12 ستمبر 1911ء کو شہنشاہ ہند جارج پنجم کی تاجپوشی کی رسم کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی طرف سے میموریل تیار کیا جس میں مسلمانوں کی طرف سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے 2 گھنٹہ کی رخصت کی درخواست کی اور اس میموریل کو تمام مسلمان پبلک کے اتفاق رائے کے لئے کثرت سے شائع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو یہ اعتراض ہو کہ یہ میموریل جماعت کی طرف سے پیش نہ کیا جائے بلکہ کسی اور کی طرف سے ہو تو ہمیں یہ بھی منظور ہے۔ چنانچہ تمام مکاتب فکر کے مسلمان اس اسلامی شعار کے تحفظ کے لئے اکٹھے ہو گئے اور مسلم پریس نے اس کے حق میں پُر جوش اداریے لکھے۔ اور جب یہ عام رائے قرار پائی کہ یہ میموریل آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے پیش ہو تو حضور نے بھی جماعت کو مسلم لیگ کی معاونت کی تلقین فرمائی۔ بالآخر اکثر صوبوں میں مسلمان ملازمین کو نماز جمعہ میں جانے کی اجازت مل گئی۔

(خلفائے احمدیت کی تحریکات۔ صفحہ 7 تا 10)

1928ء میں جب دشمنان اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیچڑ اچھال رہے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سیرۃ النبی ﷺ کے جلسوں کی بنیاد ڈالی اور تمام مسلمان فرقوں کو بلکہ انصاف پسند غیر مسلموں کو بھی ان میں شرکت کرنے اور عظمت رسول ﷺ پر تقاریر کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ 17 جون 1928ء کو پہلا عالمگیر یوم سیرۃ النبی ﷺ منایا گیا اور براعظم ایشیا، یورپ، آسٹریلیا اور افریقہ کے 14 ممالک میں سیرۃ النبی ﷺ کے عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے اور قریباً 1000 مقررین نے خلافت احمدیہ کی نگرانی میں عظمت رسول کے ترانے بلند کئے اور امت محمدیہ نے سینکڑوں سالوں بعد اتحاد کا ایسا مہتم بالشان نظارہ دیکھا۔

ناگپور کے اردو اخبار نے جلسوں کی تفصیلی خبر دیتے ہوئے لکھا:۔

”ہمارا تو خیال ہے کہ اگر اس تحریک پر آئندہ بھی برابر عمل کیا گیا تو یقیناً وہ ناپاک حملے جو آج برابر غیر مسلم اقوام ذات فخر موجودات پر کرتی رہتی ہیں ہمیشہ کے لئے مٹ جائیں گے اور وہ ناگوار واقعات جو آئے دن پیش آتے رہتے ہیں اس مبارک تحریک کی بدولت نیست و نابود ہو جائیں گے۔ ہم اس شاندار کامیابی پر حضرت امام جماعت احمدیہ مدظلہ کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ آپ کی اس مبارک تحریک نے مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک مرکز پر کھڑا کر کے اتحاد کا عجیب و غریب سبق دیا ہے“۔ (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 39)

اخبار مشرق گورکھپور نے لکھا:۔ ”اگر شیعہ و سنی اور احمدی اسی طرح سال بھر میں دو، چار مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں گے تو پھر کوئی قوت اسلام کا مقابلہ اس ملک میں نہیں کر سکتی“۔ (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 37)

خلافت احمدیہ آج اسلئے خیر اُمت کے اتحاد کی ضامن ہے کہ فروعی اختلافات اس کی نظر میں کوئی قیمت نہیں رکھتے اور نہ ہی یہ اپنے لئے کسی عزت اور شہرت کی خواہشمند ہے اس کا مقصد وحید اللہ اور رسول ﷺ کے نام کی سربلندی اور اسلام اور قرآن کا غلبہ ہے جس کی خاطر یہ ہر قربانی کے لئے تیار رہتی ہے۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”ہمارا اصل منشاء اور مدعا آنحضرت ﷺ کا جلال ظاہر کرنا ہے اور آپ ﷺ کی عظمت کو قائم کرنا۔ ہمارا ذکر تو ضمنی ہے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ میں جذب اور افاضہ کی قوت ہے اور اسی افاضہ میں ہمارا ذکر ہے“۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 269)

جماعت احمدیہ کی عالمی قیادت یعنی خلافت احمدیہ اور اس کی برکت کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے اتحاد کا اقرار کرتے ہوئے سید محمد ازہر شاہ صاحب دیوبندی (فرزند مولوی انور شاہ صاحب کاشمیری) نے اعتراف کیا ہے کہ:۔

”قادیانیوں کی تنظیم، اپنی تبلیغ کے لئے ان کا ایثار اور مستعدی اپنے مشن کے لئے ان کی فداکاری ایک مثالی چیز ہے۔ مسلمان جب تک تنظیم اور ایثار کی اس روح تک نہیں پہنچیں گے انہیں قادیان اور دوسرے مذاہب کے معاملہ میں کامیابی نہیں ہوگی“۔ (چٹان۔ 17 فروری 1975ء صفحہ 13)

خلفائے احمدیت نے خیر اُمت کی فلاح و بہبود کیلئے اُمت کے مسائل کو نہ صرف پہچانا بلکہ اُس کا حل بھی پیش کیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ تمام عالم اسلام کو ہمدردانہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو تقویٰ کی راہ پر قدم مارنا چاہیئے۔ جب تک تقویٰ موجود تھا اسلام کو بلندی حاصل تھی جوں جوں تقویٰ میں کمی آئی اسلام کے وقار کو نقصان پہنچتا چلا گیا۔ حضور تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام مسلمانوں کے مسائل کا مختصر تجزیہ، لیکن ایسا تجزیہ جو تمام حالات پر حاوی ہے یوں فرمایا کہ تقویٰ کی راہ گم ہو گئی۔ اسلام کا نام تو ہے لیکن تقویٰ کا راستہ باقی نہیں رہا۔ وہ ہاتھ سے کھویا گیا ہے۔ جب تقویٰ کی راہ گم ہو جائے تو پھر جنگلوں اور بیابانوں میں بھٹکنے کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ پس میں جماعت احمدیہ کے سربراہ کے طور پر اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو خواہ وہ ہمیں بھائی سمجھیں یا نہ سمجھیں، یہ پرزور اور عاجزانہ نصیحت کرتا ہوں کہ تقویٰ کو پکڑیں اس لئے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو شدید خطرات درپیش ہیں۔ تمام عالم اسلام کی دشمن طاقتیں آپ کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی دخل اندازی کے بہانے ڈھونڈتی ہیں اور ایک لمبا عرصہ ہوا کہ آپ ان کے ہاتھ میں نہایت ہی بے کس اور بے بس مہروں کی طرح کھیل رہے ہیں اور ایک دوسرے کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو آج دنیا میں ذلت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے اور تمسخر کا سلوک ان کے ساتھ کیا جا رہا ہے، تمام دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں بڑی حقارت سے عالم اسلام کو دیکھتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ یہ ہمارے ہاتھوں میں اسی طرح ہیں جس طرح بلی کے ہاتھوں میں چوہا ہوا کرتا ہے اور جس طرح چاہیں ہم ان سے کھیلیں اور جب چاہیں سوراخ میں داخل ہونے سے پہلے پہلے اس کو دبوچ لیں۔ یہ وہ معاملہ ہے جو انتہائی تذلیل کا معاملہ ہے، نہایت ہی شرمناک معاملہ ہے عالم اسلام پر داغ پر داغ لگتا چلا جا رہا ہے۔ اسلام کی عزت اور وقار مجروح ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے خدا کا خوف کریں اور اسلام کی تعلیم کی طرف واپس لوٹیں۔ اس کے سوا اور کوئی پناہ نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ ۱۳ اگست ۱۹۹۰ء اسلام آباد انگلستان بحوالہ خلیج کا بحران اور نظام جہان نو صفحہ ۷، ۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ فروری ۲۰۱۱ میں فرماتے ہیں۔

”اس وقت اسلام کی ساکھ قائم کرنے کے لئے، ملکوں میں امن پیدا کرنے کے لئے، عوام الناس اور اربابِ حکومت و اقتدار میں امن کی فضا پیدا کرنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے جس کی طرف کوئی بھی توجہ دینے کو تیار نہیں۔ توجہ کی صرف ایک صورت ہے کہ توبہ اور استغفار کرتے ہوئے ہر فریق خدا تعالیٰ کے آگے جھکے۔ تقویٰ کے راستے کی تلاش کرے۔ یہ دیکھے کہ جب ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) یعنی خشکی اور تری میں فساد کی سی صورت حال پیدا ہو جائے تو کس چیز کی تلاش کرنی چاہئے۔ قرآنِ کریم میں بھی اُس کا حل لکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس بات کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے کہ اس فساد کو دور کرنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ ہے اس زمانے میں آپ ﷺ کے مسیح و مہدی کو قبول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانا۔ جب تک اس طرف توجہ نہیں کریں گے، دنیاوی لالچ بڑھتے جائیں گے۔ اصلاح کے لئے راستے بجائے روشن ہونے کے اندھیرے ہوتے چلے جائیں گے۔ اس کے علاوہ اب اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ تقویٰ کا حصول خدا تعالیٰ سے تعلق کے ذریعے سے ہی ملنا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے تعلق اُس اصول کے تحت ملے گا جس کی رہنمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی، اللہ تعالیٰ نے فرما دی۔“

(خطبہ جمعہ مطبوعہ اخبار بدر مورخہ ۱۲ مئی ۲۰۱۱ صفحہ ۴)

جماعت احمدیہ کے چوتھے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ تمام عالم اسلام کو دردمندانہ اپیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ادبار اور تنزل کا دور اور یہ بار بار کے مصائب حقیقت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کا نتیجہ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس لئے آخری پیغام میرا یہی ہے کہ وقت کے امام کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔ خدا نے جس کو بھیجا ہے اس کو قبول کرو۔ وہی ہے جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے، اس کے بغیر، اس سے علیحدہ ہو کر تم ایک ایسے جسم کی طرح ہو جس کا سر باقی نہ رہا ہو جس میں بظاہر جان ہو اور عضو پھڑک رہے ہوں بلکہ درد اور تکلیف سے بہت زیادہ پھڑک رہے ہوں لیکن وہ سر موجود نہ ہو جس کو خدا نے اس جسم کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے پیدا فرمایا ہے پس واپس لوٹو اور خدا کی قائم کردہ اس اصل سیادت سے اپنا تعلق باندھو۔ خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لئے کوئی امن اور فلاح کی راہ باقی نہیں ہے۔ اسی لئے دکھوں کا زمانہ لمبا ہو گیا۔ واپس آؤ اور توبہ اور استغفار سے کام لو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خواہ معاملات کتنے ہی بگڑ چکے ہوں اگر آج تم خدا کی قائم کردہ قیادت کے سامنے سر تسلیم خم کر لو تو نہ صرف یہ کہ دنیوی لحاظ سے تم ایک عظیم طاقت کے طور پر اُبھرو گے بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے غلبہ نو کی ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی اور وہ بات جو صدیوں تک پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے وہ دہاکوں کی بات بن جائے گی وہ سالوں کی بات بن جائے گی۔ تم شامل ہو یا نہ ہو جماعت احمدیہ بہرحال تن من دھن کی بازی لگاتے ہوئے جس طرح پہلے اس راہ میں قربانیاں پیش کرتی رہی ہے آج بھی کر رہی ہے۔ کل بھی کرتی چلی جائے گی اور اس آخری فتح کا سہرا پھر صرف جماعت احمدیہ کے نام لکھا جائے گا۔ پس آؤ اور اس مبارک تاریخی

(باقی صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

روزے کے مہینے میں اس سے وہی فیضیاب ہوگا جو اعمالِ صالحہ بھی بجالائے گا، جو اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت دل میں رکھتے ہوئے روزے رکھے اور اس کے ساتھ اپنے ہر عمل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔

اگر ہم نے رمضان سے بھرپور فائدہ اُٹھانا ہے، اگر ہم نے شیطان کے جکڑے جانے، دوزخ کے دروازے بند ہونے اور جنت کے دروازے کھلنے سے بھرپور استفادہ کرنا ہے تو ہمیں اپنے حق بات کے قبلوں کو بھی درست کرنا ہوگا۔

اس رمضان میں ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے قبلے درست کرے، اپنی قولی اور عملی سچائیوں کے معیار بلند کرے اور خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں جانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب (وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)، مکرم مقبول احمد ظفر صاحب (مربی سلسلہ۔ ربوہ)، مکرمہ معراج سلطانہ صاحبہ اہلیہ حکیم بدرالدین عامل صاحب (قادیان) اور مکرمہ مریم سلطانہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر محمد احمد خان صاحب شہید کی وفات اور مرحومین کی خوبیوں کا تذکرہ۔ نماز جنازہ غائب)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27رجولائی 2012ء بمطابق 27روفا 1391ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 17 اگست 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ.
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم آجکل رمضان کے مبارک مہینہ سے گزر رہے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ جو اس بابرکت مہینہ سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ اور یہ برکتیں روزے کی حقیقت کو جاننے اور اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانے سے ملتی ہیں۔ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد برحق ہے کہ رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل شہر رمضان حدیث نمبر 2495)

لیکن کیا ہر ایک کے لئے یہ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں؟ کیا ہر ایک کے شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے؟ کیا ہر ایک کے لئے دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں؟ یقیناً ہر ایک کے لئے تو ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ یہاں مومنین کو مخاطب کیا۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صرف ظاہری ایمان لانے سے، مسلمان ہونے سے اور روزہ رکھنے سے یہ فیض انسان حاصل کر لے گا اور کیا صرف اتنا ہی ہے۔ اگر صرف اتنا ہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے بار بار ایمان لانے کے ساتھ اعمالِ صالحہ بجالانے کی طرف بہت زیادہ توجہ دلائی ہے، بہت زیادہ تلقین کی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو کسی بھی انسان کے لئے چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ہو، اگر وہ نیک اعمال بجالانے والا ہے تو نیک جزا کا بتایا ہے۔

پس یقیناً صرف روزے رکھنا یا رمضان کے مہینہ میں سے گزرنا انسان کو جنت کا وارث نہیں بنا دیتا بلکہ اس کے ساتھ کچھ لوازمات بھی ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔ کچھ شرائط بھی ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اعمالِ صالحہ کی طرف بھی توجہ ضروری ہے جنہیں بجالانا ایک مومن کا فرض بھی ہے۔ ورنہ صبح کھانا کھا کر پھر شام تک کچھ نہ کھانا، ایسے لوگ تو بہت سارے دنیا میں ہیں جو صبح کھاتے ہیں اور شام کو کھاتے ہیں، بلکہ بعض نام نہاد فقیر جو ہیں وہ اپنے آپ کو ایسی عادت ڈالتے ہیں، مجاہدہ کرتے ہیں کہ کئی کئی دن کا فاقہ کر لیتے ہیں لیکن عبادت اور نیکی اُن میں کوئی نہیں ہوتی۔ کچھ ایسے بھی دنیا میں ہیں جو بعض دفعہ مجبوری کی وجہ سے نہیں کھا سکتے۔ بعض کے حالات ایسے ہیں اُنہیں مشکل سے ایک دفعہ کی روٹی ملتی ہے۔ کچھ کو ڈاکٹر بعض خاص قسم کے پرہیز کی ہدایت کرتے ہیں اور سارا دن تقریباً نہ کھانے والی حالت ہی ہوتی ہے۔ اور بعض لوگ، خاص طور پر عورتیں، ڈائٹنگ کے شوق میں بھی سارا سارا دن نہیں کھاتیں۔ ابھی دو دن پہلے میرے پاس ایک ماں آئی کہ میری بیٹی نے جوانی میں قدم رکھا ہے تو یہ دماغ میں آ گیا ہے، اس کو Craze ہو گیا ہے کہ مَیں نے دُبلا ہونا ہے اور وزن کم کرنا ہے کیونکہ آج کل یہ بہت رَو چلی ہوئی ہے اس لئے اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے اور مجھے پریشان کیا ہوا ہے اور ایک وقت کھاتی ہے اور وہ بھی بہت تھوڑا سا، اور مہینہ میں یا کم و بیش ایک ڈیڑھ مہینہ میں چودہ پندرہ پاؤنڈ اُس نے وزن کم کر لیا ہے۔ تو یہ ماں کی فکر تھی اور شاید وہ لڑکی اب سمجھے کہ رمضان کا مہینہ آ گیا ہے، اگر میں اُٹھ پہرے روزے رکھ لوں تو نیکی بھی ہو جائے گی اور رمضان کا مہینہ ہے، شیطان تو جکڑا ہوا ہے، ثواب بھی مل جائے گا اور دونوں کام میرے بھگت جائیں گے۔ بعض ایسے بھی میرے علم میں ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور پھر سارا دن اور کوئی کام نہیں ہے۔ سوئے رہتے ہیں کہ روزہ نہ لگے اور سمجھ لیا کہ نیکی کا ثواب مل گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ روزہ رکھو، رمضان آیا، شیطان جکڑا گیا، جنت کے دروازے کھول دیئے گئے، دوزخ کے دروازے بند کر دیئے گئے تو یہ بھی ہے کہ تم نے نیک اعمال بھی کرنے ہیں۔ بیشک تمہارا یہ عمل ہے کہ تم صبح سحری کھاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کھاؤ اور شام کو افطاری کر لیتے ہو۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ بعض اُٹھ پہرے روزے بھی رکھ لیتے ہیں۔ اگر مجبوری ہو تو بعض اُٹھ پہرے روزے بھی رکھتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھو کہ تمہیں روزے کا ثواب مل گیا یا تمہارا شیطان جکڑا گیا یا جنت کے دروازے تم پر کھول دیئے گئے اور دوزخ حرام ہوگئی۔ روزے کے مہینے میں اس سے وہی فیضیاب ہوگا جو اعمالِ صالحہ بھی بجالائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت دل میں رکھتے ہوئے روزے رکھے اور اس کے ساتھ اپنے ہر عمل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے روزے رکھے گا اُس کا روزہ قبول ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب من صام رمضان ایمانا و احتسابا و نیة حدیث 1901)

اُس کے لئے جنت قریب کی جائے گی، اُس کا شیطان جکڑا جائے گا۔

پس یہ چیزیں یا روزہ رکھنا جہاں نیکیوں کے کرنے کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دلانے والا ہوگا۔ وہاں اپنی برائیاں ترک کرنے کے لئے بھی ایک مومن کو توجہ دلائے گا اور اس کے لئے وہ مجاہدہ کرے گا۔ ایک مومن اپنی عبادات کے معیار بھی بلند کرنے کی کوشش کرے گا۔ صرف فرائض کی طرف توجہ نہیں دے گا، اُن کے ادا کرنے کی کوشش نہیں کرے گا بلکہ نوافل کی طرف بھی توجہ ہوگی اور ایک مومن پھر اُن کی ادائیگی کا بھی بھرپور حق ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ مالی قربانیوں کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ غریبوں کا حق ادا کرنے کی طرف بھی بھرپور کوشش ہوگی تو تبھی ماہِ صیام سے صحیح فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔

مالی قربانی کے ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ آپ تو رمضان کے علاوہ بھی سارا سال بے انتہا صدقہ اور خیرات کرتے تھے، قربانی دیتے تھے۔ اور یہ قربانی اور دوسروں کی یہ مدد آپ اس طرح فرماتے تھے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں، جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن رمضان کے مہینہ میں تو لگتا تھا کہ اس طرح صدقہ وخیرات ہو رہا ہے جس طرح تیز آندھی چل رہی ہو۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب اجود ما کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یکون فی رمضان حدیث نمبر 1902)

عبادات کے معیار اپنی انتہاؤں سے بھی اوپر نکل جاتے تھے۔ ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کی کوئی انتہا نہیں لیکن رمضان میں وہ اُن انتہاؤں سے بھی اوپر چلے جاتے تھے۔ پس آپ نے ہمیں یہ فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ رمضان آیا اور بغیر کچھ کئے صرف اس بات پر کہ تم نے روزہ رکھ لیا، سب کچھ مل گیا۔

آپؐ اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ تم اس سے حقیقی فیض کس طرح اُٹھا سکتے ہو؟ ایک بات تو مَیں نے پہلے بتائی ہے کہ ایمان کی حالت میں ہو اور اپنا محاسبہ کرنے والا ہو، اور اس بات کی طرف بھی خاص طور پر مَیں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے نہیں رُکتا، اللہ تعالیٰ کو اُس کا بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی ایسا روزہ پھر بے کار ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور و العمل بہ فی الصوم حدیث نمبر 1903)

پس ہمیں اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ شیطان جکڑا گیا بلکہ روزوں کے معیار بلند کرنیکی بھی ضرورت ہے۔ روزوں کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ جھوٹ بولنے سے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے جو نہیں رُکتا اُس کا روزہ نہیں۔ ان الفاظ میں چھوٹی سے چھوٹی برائی سے لے کر بڑی سے بڑی برائی تک کی طرف توجہ دلا دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ہر حالت میں سچائی پر قائم رہنے کا کہہ کر اُسے اُس کی تمام کمزوریوں، غلطیوں اور گناہوں سے پاک کروا دیا۔ یہ بھی مثالیں ملتی ہیں کہ جس کو یہ کہا کہ تم نے سچائی پر قائم رہنا ہے اس شخص کی تمام اخلاقی اور روحانی کمزوریاں سچائی پر قائم رہنے کے عہد سے دور ہو گئیں۔ (التفسیر الکبیر لامام رازی علیہ الرحمۃ جلد 8 جزو 16 صفحہ 176 تفسیر سورۃ التوبۃ زیر آیت نمبر 119 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

اور پھر یہ بھی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31) اس کی وضاحت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو“۔

(نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 403)

یہ اس کا ایک بامحاورہ ترجمہ ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں ”بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو“۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا پر بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 361)

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے والے کا روزہ نہیں تو اس لئے کہ ایک طرف تو روزہ رکھنے والے کا دعویٰ ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھ رہا ہوں۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قرآنِ کریم میں آتا ہے جہاں روزوں کے فرائض کا حکم آیا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ (البقرہ: 186) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پر روزوں کا رکھنا فرض کیا گیا ہے، اس لئے تم روزے رکھو۔ تو ایک طرف تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روزے رکھ رہا ہوں لیکن دوسری طرف یہ کہ جس کے حکم سے روزہ رکھا جا رہا ہے اُس کے مقابلے پر جھوٹ کو خدا بنا کر کھڑا کیا جا رہا ہے۔ پس یہ دو عملی نہیں ہو سکتی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان کے سب کام اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور مَیں خود اس کی جزا بنوں گا۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم حدیث نمبر 1904)

پس یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک کام خدا تعالیٰ کے حکم سے بھی کیا جا رہا ہو پھر خدا تعالیٰ کے لئے اور اُس کے پیار کو جذب کرنے کے لئے بھی کیا جا رہا ہو اور یہ بھی امید رکھی جا رہی ہو کہ میرے اس روزے کی جزا بھی خدا تعالیٰ خود ہے۔ یعنی اس جزا کی کوئی حدود نہیں۔ جب خدا تعالیٰ خود جزا بن جاتا ہے تو پھر اس کی حدود بھی کوئی نہیں رہتیں۔ اور پھر عام زندگی میں اپنی باتوں میں جھوٹ بھی شامل ہو جائے، عمل میں جھوٹ شامل ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ زبان سے جھوٹ نہیں بولنا، بلکہ عمل کے جھوٹ کو بھی ساتھ رکھا ہے اور عمل کا جھوٹ یہ ہے کہ انسان جو کہتا ہے وہ کرتا نہیں۔

روزے میں عبادتوں کے معیار بلند ہونے چاہئیں۔ نوافل کے معیار بلند ہونے چاہئیں۔ لیکن اُس کے لئے اگر ایک انسان کوشش نہیں کر رہا، عام زندگی جیسے پہلے گزر رہی تھی اُسی طرح گزر رہی ہے تو یہ بے عملی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار سے اگر کوئی لڑائی کرتا ہے تو وہ اُسے کہہ دے کہ مَیں روزہ دار ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم حدیث نمبر 1904)

اور جواب نہ دے تو یہ روزے کا حق ہے جو ادا کیا گیا ہے۔ لیکن اگر آگے سے بڑھ کر لڑائی کرنے والے کا جواب لڑائی سے دیا جائے تو یہ عملی جھوٹ ہے۔ اپنے کاموں میں اگر حق ادا نہیں کیا جا رہا تو یہ عملی جھوٹ ہے۔ دوسروں کے حق ادا نہیں کئے جا رہے تو یہ عملی جھوٹ ہے۔ خاوند کی اور بیوی کی لڑائیاں جاری ہیں اور اپنی طبیعتوں میں رمضان میں اس نیت سے تبدیلی پیدا نہیں کی جا رہی کہ ہم نے اب اس مہینہ کی وجہ سے اپنے تعلقات کو بہتری کی طرف لے جانا ہے اور آپس کے محبت پیار کے تعلق کو قائم کرنا ہے کہ رمضان میں خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کیا جائے تا کہ اللہ تعالیٰ خود ہماری جزا بن جائے تو بیشک منہ سے یہ دعویٰ ہے کہ ہمارا روزہ ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہے لیکن عمل اسے جھوٹا ثابت کر رہا ہے۔ اور پھر عملی جھوٹ کی اَور بھی بہت ساری باتیں ہیں۔ انتہا اُس کی یہ بھی ہے کہ کاروباروں کو، اپنے دنیاوی مقاصد کو، اپنے دنیاوی مفادات کو روزے کے باوجود اپنی عبادات اور ذکرِ الٰہی اور نوافل کی ادائیگی اور قرآنِ کریم پڑھنے کی طرف توجہ پر فوقیت دی جائے۔ اور پھر اس سے بھی بڑھ کر بعض لوگ اپنے منافع کے لئے، دنیاوی فائدے کے لئے کاروباروں میں جھوٹ بولتے ہیں، گویا کہ خدا کے مقابلے پر جھوٹ کی اہمیت ہے۔ پس یہ عملی اور قولی جھوٹ شرک ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے روزے دار کا روزہ درحقیقت فاقہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کی کوئی اہمیت نہیں۔

پس یقیناً رمضان انقلاب لانے کا باعث بنتا ہے۔ شیطان بھی اس میں جکڑا جاتا ہے۔ جنت بھی قریب کر دی جاتی ہے لیکن اُس کے لئے جو اپنی حالت میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اپنے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ خدا تعالیٰ کے قریب ہونے کی کوشش کرے۔ خدا تعالیٰ کی حکومت کو اپنے پر قائم کرنے کی کوشش کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت اور بخشش جو عام حالات کی نسبت کئی گنا بڑھ جاتی ہے اُس سے بھرپور فائدہ اُٹھائے اور اپنے نفس کے بتوں اور جھوٹے خداؤں کو جو لامحسوس طریق پر یا جانتے بوجھتے ہوئے بھی بعض دفعہ خدا تعالیٰ کے مقابلے پر کھڑے ہو جاتے ہیں، اُن کو ریزہ ریزہ کر کے ہوا میں اُڑا دے، جب یہ کوشش ہو تو پھر ایک انقلاب طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی حکومت کے لئے جہاں روزوں کے ساتھ عبادتوں کے معیار حاصل کرنا ضروری ہے، قرآنِ کریم کو زیادہ سے زیادہ پڑھنا، اُس کی تلاوت کرنا، اس پر غور کرنا ضروری ہے۔ وہاں ان عبادتوں کا اثر، قرآنِ کریم کے پڑھنے کا اثر، اپنی ظاہری حالتوں اور اخلاق پر ہونا بھی ضروری ہے تا کہ عملی سچائی ظاہر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو اگرچہ ایک بچہ سے۔ اور اگر مخالف کی طرف حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو“۔ (یہ نہیں ہے کہ میرا کوئی مخالف ہے، وہ سچی بات بھی کہہ رہا ہے تو مَیں نے ضد میں آ کر قبول نہیں کرنا۔ پھر دلیلیں نہ دو، بحثیں نہ کرو بلکہ اس کو چھوڑ دو اور سچائی کو قبول کرو۔) پھر فرمایا ”سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو۔ جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31) یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بُت سے کم نہیں“۔ فرمایا ”جو چیز قبلہ حق سے تمہارا مُنہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بُت ہے۔ سچی گواہی دو۔ اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو“۔ کسی بھی قسم کی دشمنی ہو، تمہارے سچ پر روک نہ ڈالے۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 550)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”زبان کا زیان خطرناک ہے۔ اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو، نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو“۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 281۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس تقویٰ یہ ہے اور تقویٰ پر قدم مارنے کی، اس پر چلنے کی اس رمضان میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکیں۔ تا کہ اُن جنتوں میں جن کے دروازے کھولے گئے ہیں، ہمارے داخل ہونے میں آسانیاں ہوں۔ اب اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے جائزے لے تو خود ہی احساس ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس درد بھرے پیغام اور نصیحت پر کتنے عمل کر رہے ہیں۔ یہ ازالہ اوہام میں اپنے ماننے والوں کو اور خاص طور پر اپنی جماعت والوں کو یہ نصیحت کی ہے۔

اگر ہم میں سے ہر ایک انصاف پر قائم ہوتے ہوئے سچائی کا خون ہونے سے بچائے تو ہمارے گھروں کے مسائل بھی حل ہو جائیں۔ ہمارے ہاں جو بھائیوں بھائیوں کی رنجشیں پیدا ہوتی ہیں اور وقتاً فوقتاً قضا میں مقدمے آتے رہتے ہیں، وہ بھی دور ہو جائیں۔ کم از کم ہمارے اپنے اندر، ایک احمدی معاشرے میں لین دین کے جو بہت سارے مسائل چلتے رہتے ہیں، وہ ختم ہو جائیں۔ یہ سب مسائل سچ پر عمل نہ کرنے سے اور اپنی اَناؤں کو فوقیت دینے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر اپنے

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

حق کے معیار اتنے بلند کرلو کہ اگر کوئی بچہ بھی کہہ رہا ہے تو اُسے قبول کرنا ہے تو تم بہت سی برائیوں سے بچ جاؤ گے۔ پھر اَنا کی ناک اونچی نہیں ہوگی کہ یہ چھوٹا بچہ مجھے نصیحت کر رہا ہے۔ یہ رُتبہ میں کم تر مجھے حق کی طرف رہنمائی کر رہا ہے۔ یہ غریب آدمی مجھے سچی بات بتا رہا ہے۔

پس سچائی اختیار کرنے کے لئے بھی عاجزی چاہئے اور یہ عاجزی پھر ایک ایسی نیکی ہے جو خدا تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ پس دیکھیں سچائی کی نیکی کے ساتھ اور کتنی نیکیاں جنم لے رہی ہیں۔ ایک نیکی کے بعد دوسری نیکی بچے دیتی چلی جاتی ہے اور یہی چیز جو ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بناتی ہے۔

بعض جزئیات کے ساتھ جو اقتباس میں بیان ہوئی ہیں، سب سے اہم بات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نصیحت فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ’جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہ تمہاری راہ میں بُت ہے‘۔ پس اگر ہم نے رمضان سے بھرپور فائدہ اُٹھانا ہے، اگر ہم نے شیطان کے جکڑے جانے، دوزخ کے دروازے بند ہونے اور جنت کے دروازے کھلنے سے بھرپور استفادہ کرنا ہے تو ہمیں اپنے حق بات کے قبلوں کو بھی درست کرنا ہوگا۔ ہمارا قبلہ خدا تعالیٰ کی طرف ہوگا تو ہم اللہ تعالیٰ کے اس اعلان سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں کہ میں نے تمہارے لئے جنت کے دروازے رمضان کی برکات کی وجہ سے کھول دیئے ہیں۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر غور کر کے اور عمل کر کے ہی جنت کے دروازے ملیں گے کہ اپنے قول و عمل کی سچائی کے معیار اونچے کرو ورنہ اگر اس طرف توجہ نہیں تو خدا تعالیٰ کو تمہارے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کی اپنے بندے پر کمال مہربانی اور شفقت ہے کہ عبادتوں اور مختلف قسم کی نیکیوں کے راستے بتا کر ان پر چلنے والے کے لئے انعام مقرر کئے ہیں اور رمضان کے مہینے میں تو ان عبادتوں اور نیکیوں کے ذریعے ان انعاموں کو حاصل کرنے کی تمام حدود کو ہی ختم کر دیا ہے۔ بے انتہا انعاموں کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ اور فرمایا ہے کہ آؤ اور میری رضا کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔ لیکن یاد رکھو کہ اس میں داخل ہونے کے لئے قولی اور عملی سچائی کا راستہ اپنانا ہوگا۔ اگر اس قبلے کی پیروی کرو گے تو جس طرح آج کل ہر گاڑی میں نیوی گیشن (Navigation) لگا ہوتا ہے اور اس نیوی گیشن (Navigation) کے ذریعے سے تم صحیح مقام پر پہنچ جاتے ہو، اس طرح صحیح جگہ پر پہنچو گے ورنہ رمضان کے باوجود بھٹکتے پھرو گے۔ بلکہ دنیاوی نیوی گیشن جو ہیں اس میں تو بعض دفعہ غلطی بھی ہو جاتی ہے، بعض دفعہ صحیح فیڈ (Feed) نہیں ہوتا، نئی سڑکیں بن جاتی ہیں، نظر بھی نہیں آ رہی ہوتیں۔ بعض دفعہ دو راستوں میں سے ایک راستے کی طرف رہنمائی ہوتی ہے، لمبا چکر پڑ جاتا ہے یا چھوٹے رستے کی تلاش میں انسان گلیوں میں گھومتا پھرتا ہے، ٹریفک مل جاتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف اگر قبلہ درست ہوگا تو سیدھے جنت کے دروازوں کی طرف انسان پہنچتا ہے۔ پس اس رمضان میں ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے قبلے درست کرے۔ اپنی قولی اور عملی سچائیوں کے معیار بلند کرے اور خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں جانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

اس مضمون کو مَیں نے تھوڑا سا مختصر کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہو سکتا ہے باقی اگلے جمعہ میں بیان کر دوں۔ مختصر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت میں سلسلے کے ایک دیرینہ بزرگ کا کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔ یہ بزرگ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب ہیں۔ پاکستان میں تو ہر احمدی اگر نہیں تو ہر جماعت کی اکثریت اُنہیں جانتی ہے یا جانتی ہوگی اور پرانے لوگ تو بہر حال جانتے ہیں۔ ایک لمبا عرصہ بطور وکیل المال اوّل اُنہیں خدماتِ سلسلہ بجالانے کی توفیق ملی۔ یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے جماعتی نظام میں، موجودہ نظام جو جماعتی ہے، اس میں اگر بنیادی اینٹیں نہیں تو کم از کم درمیانی اینٹوں کا ضرور کردار ادا کیا ہے جنہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت سے فیض پانے کی توفیق عطا ہوئی ہے اور ان لوگوں نے بے نفس ہو کر جماعت کی خدمت کی توفیق پائی ہے۔ آج جو ہم پھل کھا رہے ہیں اس میں ان پرانے لوگوں کی خدمات کا بہت بڑا حصہ ہے، بے نفس خدمات کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی کچھ وفات یافتگان ہیں اُن کا بھی ذکر ہوگا۔

مختصراً کچھ پہلو مَیں مکرم و محترم چوہدری شبیر احمد صاحب کے بیان کر دیتا ہوں۔ 22 رجولائی 2012ء کو 95 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب اور والدہ حضرت عائشہ بیگم صاحبہ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے تھے۔ لیکن ان کے دادا نے خلافتِ ثانیہ میں بیعت کی تھی۔ ان کے دادا چوہدری نبی بخش صاحب ریاست جموں کے باوقار زمیندار تھے اور مسلمانوں پر بعض پابندیوں کے باعث ملکہ وکٹوریہ کے زمانے میں یہ ہجرت کر کے سیالکوٹ آ گئے۔ چوہدری شبیر صاحب کے والد جو تھے وہ بھی بلند اخلاقِ فاضلہ والی شخصیت تھے۔ حافظِ قرآن ہونے کی وجہ سے اپنے علاقے میں بڑے نمایاں تھے۔ اس لئے اپنے بچوں کی تربیت بھی انہوں نے بڑے دینی ماحول میں کی ہے۔ چوہدری شبیر صاحب نے ابتدائی تعلیم سکاچ مشن مڈل سکول سیالکوٹ سے حاصل کی اور 1931ء میں آٹھویں جماعت کا امتحان پاس کیا تو والد صاحب نے تربیت کی خاطر ان کو قادیان بھیج دیا۔ میٹرک انہوں نے تعلیم الاسلام سکول قادیان سے کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحبت میں رہے، فائدہ اُٹھایا، نظمیں پڑھنے کا بھی خوب شوق تھا، بڑا موقع ان کو ملتا رہا۔ علاوہ اور نظموں کے پہلی دفعہ انہوں نے قادیان میں سیرت النبیؐ کے موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سے پہلے نظم پڑھی۔ پھر جب انہوں نے میٹرک کر لیا تو چونکہ قادیان میں کالج نہیں تھا مرے کالج سیالکوٹ سے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ کچھ دیر آپ قادیان میں رہے۔ اُس کے بعد حضرت مولوی شیر علی صاحب کے ساتھ دفتر میں کام کیا۔ جبکہ حضرت مولوی شیر علی صاحب ترجمہ قرآن انگریزی میں مصروف تھے تو آپ ٹائپنگ کا کام اُن کے ساتھ کرتے رہے۔ پھر ملازمت کی تلاش میں لاہور آئے۔ کچھ صحافت میں بھی وقت گزارا۔ اچھے معروف شاعر بھی تھے اور آواز بھی اچھی، نظمیں اپنی لَے میں پڑھا کرتے تھے۔ گفتگو میں بڑی شائستگی، محنت کے عادی۔ بہر حال نیکیوں کا ایک مجموعہ تھے۔ 1940ء میں ملٹری اکاؤنٹس کا امتحان پاس کیا اور یہ منتخب ہو گئے اور وہاں گیارہ سال کام کیا۔ لیکن 1944ء میں اس عرصے کے دوران ہی انہوں نے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کر دیا تھا۔ لیکن حضرت مصلح موعود نے ان کو 1950ء میں بلایا اور ان کا خود انٹرویو لیا اور یہ اپنی ملازمت سے استعفیٰ دے کر پھر ربوہ آ گئے اور پہلے نائب وکیل کے طور پر، اُس کے بعد 1960ء میں وکیل المال اول کے طور پر وفات تک خدمات سرانجام دیں۔ باون سال وکیل المال اوّل رہے اور اس سے پہلے بھی انہوں نے دس سال کام کیا۔ خلافتِ ثانیہ سے لے کر اب تک ان کو اللہ تعالیٰ نے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ذیلی تنظیموں میں بھی بھرپور خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ربوہ میں پہلے معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بنے۔ اس کے علاوہ بھی خدام الاحمدیہ کے مختلف کاموں میں خدمات پر مامور رہے۔ نائب صدر صفِ دوم انصار اللہ بھی رہے۔ پھر رکن خصوصی تو لمبا عرصہ رہے۔ مجلس کار پرداز کے ممبر بھی تھے۔ قاضی بھی تھے۔ 1960ء میں ان کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیگم کی طرف سے حج بدل کی توفیق بھی ملی۔ مختلف ممالک میں دوروں پر جاتے رہے۔ ان کے کئی شعری مجموعے ہیں۔ 1965ء سے 1983ء تک جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ان کو درِّثمین سے نظمیں پڑھنے کا موقع ملا۔ اور یہاں یوکے کے جلسہ میں بھی دو دفعہ چھیاسی (1986ء) اور اٹھانوے (1998ء) میں ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے وقت میں نظم پڑھنے کا موقع ملا۔ بلکہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان کی نظم سننے کے بعد کہا تھا کہ آپ نے پرانے جلسوں کی یاد تازہ کر دی جو ربوہ اور قادیان کے ہوتے تھے۔ ان میں ایک خوبی یہ تھی کہ جب دورے پر جاتے تھے تو پروجیکٹر اور تصویروں کی سلائیڈز جو ہیں وہ لے جایا کرتے تھے جو مختلف بیرونی ممالک کے مشن کی ہوتی تھیں اور بجائے اس کے کہ لمبی چوڑی تقریریں کریں یہ دکھایا کرتے تھے کہ دنیا میں یہ ہمارے مشن قائم ہو رہے ہیں، یہ سکول بن رہے ہیں، یہ ہسپتال بن رہے ہیں، مساجد بن رہی ہیں اور یہ سلائیڈز دکھاتے تھے۔ ایک تبلیغی موقع بھی میسر آ جاتا تھا جو اپنوں کے لئے تربیت کا باعث بنتا تھا۔ یہ بات جہاں ان کو قربانیوں کی طرف توجہ دلاتی تھی وہاں بعض دفعہ چھوٹے چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں میں غیر احمدی بھی آ جاتے تھے اور یہ دیکھ کر کہ جماعت احمدیہ اس طرح اسلام کی خدمت کر رہی ہے۔ گویا بجائے اس کے کہ بحث و تمحیص اور دلائل ہوں، پروجیکٹر کے ذریعہ سے انہوں نے تبلیغی بھی اور تربیتی بھی بہت کام کیا۔ جب تک ان میں ہمت رہی، ہمیشہ یہی کرتے رہے۔ یہاں 2009ء کے جلسہ میں آئے تھے اور خلافت جوبلی کے اظہارِ تشکر کی جو رپورٹ تھی وہ ان کو پیش کرنے کی توفیق ملی۔ جماعت کی طرف سے مجھے، خلیفہ وقت کو، جو ایک رقم جوبلی کی دی گئی تھی کہ مختلف جماعتی مقصد پر خرچ لیں، وہ بھی ان کو پیش کرنے کی توفیق ملی۔ ان کے ایک بیٹے امریکہ میں مبلغ سلسلہ ہیں، واقفِ زندگی ہیں، دوسرے واقفِ زندگی بیٹے ربوہ میں ہیں۔ رشتہ ناطہ کے نائب ناظر ہیں۔ تیسرے نے بھی کچھ عرصہ وقف کیا تھا۔ ان کا عارضی وقف تھا، افریقہ میں کیا پھر یہاں آ گئے۔ فضل احمد طاہر یہیں یوکے جماعت کے سیکرٹری تعلیم ہیں۔ تو یہ ان کے تین بیٹے ہیں۔ بیٹیاں بھی ہیں ان کے خاوند بھی سارے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھے جماعتی نظام سے منسلک ہیں۔ پھر ان میں یہ خوبی بھی تھی کہ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کو اس طرح تبلیغ کرتے تھے کہ جو بھی رسالے ان کے آتے تھے یا اختلافی مسائل کے بارے میں جو بھی لٹریچر ہوتا تھا، وہ سیالکوٹ یا جہاں بھی وہ ہوتے تھے پوسٹ کرتے رہتے تھے۔ اور سب رشتہ داروں کے ایڈریسز ان کو یاد تھے۔ اس طرح الفضل یا کوئی رسالے بھیجتے رہتے تھے۔ دفتر والوں کے ساتھ بڑا حسنِ سلوک تھا۔ ان کے ایک کارکن لکھتے ہیں کہ اوّل تو سائیکل پر دفتر آیا کرتے تھے لیکن جب بہت بیمار ہو گئے تو مَیں نے ہی کہا تھا کہ ان کے لئے گاڑی جانی چاہئے، اس سے پہلے بھی شاید استعمال ہوتی تھی۔ بہر حال ایک دفعہ دفتر کے کارکن نے ان کو لینے کے لئے گاڑی بھجوانے میں دیر کر دی تو بجائے اس کے کہ کچھ کہتے، انداز ان کا اپنا ہی تھا، بڑی نرم گفتاری سے نصیحت کیا کرتے تھے۔ کارکن کہتے ہیں کہ مجھے بجائے کچھ کہنے کے کہ گاڑی لیٹ کیوں آئی، ایک لفافے میں تھوڑے سے بادام ڈال کر بھیج دیئے کہ آپ کی یادداشت کے لئے ہیں۔ اسی طرح ان کی بیٹی بھی کہتی ہیں، گھر میں بھی بجائے اس کے کہ بہت زیادہ وعظ و نصیحت کریں، ڈانٹ ڈپٹ کریں، اپنا عملی نمونہ پیش کیا کرتے تھے جسے دیکھ کے ہم خود ہی اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے تھے یا پھر بعض دفعہ ایسے رنگ میں کوئی کہانی سنا دیتے تھے جس سے اصلاح کی توجہ پیدا ہو جاتی تھی۔ ان کی ایک بیٹی کہتی ہیں کہ آخری بیماری میں ابھی چند دن پہلے کہتے ہیں کہ شعر نازل ہو رہے ہیں لکھو۔ اور اللہ تعالیٰ کے مناجات وہ شعر یہ تھے۔ یہ ان کے تقریباً آخری، بستر مرگ کے شعر کہہ لیں۔

خدمتِ دین کی خاطر میرے مولیٰ
خدمتِ دین کی خاطر مجھے قرباں کر دے

وقت رخصت میرے واسطے وقت راحت
وقت رخصت میرے واسطے آساں کر دے

رخصتی کو میرے واسطے شاداں کر دے

پھر یہ خوبی تھی کہ ہمیشہ شکر کے جذبات کے ساتھ حمد وثنا کیا کرتے تھے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان کا وقف قبول کیا تو انہیں یہ نصیحت فرمائی تھی اور ہر واقفِ زندگی کو یہ نصیحت یاد رکھنی چاہئے کہ جماعت کے کاموں کی اس طرح فکر کرنا جیسے ایک ماں اپنے بچے کی فکر کرتی ہے۔ اور پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نصیحت کو ہمیشہ پلّے باندھے رکھا اور ہمیشہ باوجود اس کے کہ کوئی بیماری ہو اس میں خوب نبھایا۔ ان کے گھر کے تعلقات اچھے تھے، بیوی کا بڑا خیال رکھنا، لیکن جہاں دین کا سوال آجاتا تھا، دورے وغیرہ پر جانا ہوتا تھا، کئی دفعہ ایسے مواقع آئے کہ ان کی اہلیہ بیمار ہیں یا بچے کی پیدائش ہونے والی ہے، تشویش ہے، تو وہاں یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ مَیں خدا کے دین کے کاموں سے جاتا ہوں، خدا تعالیٰ میرے باقی کام سنوار دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سنوار بھی دیا کرتا تھا۔ اب یہ بھی بعض بظاہر معمولی معمولی باتیں ہیں لیکن پرانے لوگوں کی ان باتوں سے آجکل کے ہر واقفِ زندگی کو بھی اور کارکن کو بھی سبق سیکھنا چاہئے بلکہ ہر جماعتی عہدیدار کو بھی۔ ان کے ایک انسپکٹر کہتے ہیں کہ کچھ کتابیں دیکھ رہے تھے جو دفتر کی طرف سے جلد کرائی گئی تھیں، اُن میں ایک درّثمین نکل آئی تو اس درّثمین کو لے کر اکاؤنٹنٹ صاحب کو بلایا اور فرمانے لگے کہ یہ تو میری ذاتی درّثمین ہے اس کو بھی آپ نے جلد کروا دیا ہے۔ اس پر بتائیں کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں۔ اکاؤنٹنٹ نے یہ کہا کہ سب کتابیں اکٹھی جلد ہوگئی ہیں لیکن آپ نے کہا نہیں پتہ کرو۔ آخر پتہ کروایا۔ غالباً آٹھ دس روپے جو خرچ ہوئے تھے، وہ جب تک اکاؤنٹنٹ کے حوالے نہیں کر دیئے، سکون نہیں آیا۔ اور اسی طرح کارکن بھی یہی کہتے ہیں کہ بڑے دلنشین انداز میں نصیحت کرتے جو ہمیں گراں نہ گزرتی۔ ہماری تربیت فرماتے۔ اکثر نصیحت فرماتے اور یہ بڑی نصیحت ہے جو ہر ایک کو یاد رکھنی چاہئے کہ خدمتِ دین کو شوق اور محبت سے کرنا چاہئے اور اس کے بدلے میں کسی طرح بھی طالبِ انعام نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیشہ خیال رکھیں کہ آپ کو خدا نے خدمت کا موقع دیا ہے اور آپ نے اپنے ربّ کو راضی کرنا ہے۔ اسی طرح آنے والے مہمانوں کو دفتر میں بڑے عزت سے، احترام سے ان کو ملتے، کھڑے ہو کر ملتے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ مرکز میں آنے والے مہمان جو ہیں وہ کچھ توقعات لے کر آتے ہیں اور ان کے ساتھ اچھی طرح ملنا چاہئے۔ پانی پوچھنا چاہئے، اپنا کام چھوڑ کے اُن کی طرف توجہ کیا کرتے تھے اور جتنا وقت مرضی لگ جائے یا دفتر بند بھی ہو جائے تو جب تک اُن کا کام نہ کر لیتے گھر نہ جاتے۔ اگر ہو سکتا تھا تو بتا دیا کرتے تھے۔ اگر نہیں تو کہہ دیا کرتے تھے آپ کو بعد میں اطلاع ہو جائے گی۔ دفتر میں چندوں کا معاملہ ہے، یہاں بھی سیکرٹریان مال کو تجربہ ہوگا کہ بعض دفعہ اگر چندے کا حساب صحیح نہ ہو یا اندراج صحیح نہ ہو تو لوگ غصہ میں آجاتے ہیں، تو ان کے ساتھ بھی اگر کوئی غصہ میں آجاتا تھا تو خاموشی سے سنتے تھے اور آخر وہ خود ہی شرمندہ ہو کر معافی مانگ لیتا تھا۔ اسی طرح کارکنوں کو بھی، اپنے بچوں کو بھی صدقہ وخیرات کی طرف توجہ دلاتے رہتے تھے جو بلاؤں کو ٹالنے کا ذریعہ ہے اور پھر ایک خوبی یہ تھی کہ خلیفہ وقت کو دعا کے لئے لکھو۔ اپنے انسپکٹران کو بھی کہا کرتے تھے کہ جب باہر دوروں میں جاؤ تو جماعتوں میں خلیفۂ وقت کا پیغام پہنچاؤ بجائے اس کے کہ اپنی زبان میں کچھ کہو۔ پھر یہ بھی تھا کہ جب باہر جاتے، یا جب اپنے نائبین کو یا انسپکٹران کو دورے پر بھیجتے تھے تو یہ کہتے کہ آپ مرکز کے نمائندہ ہیں اس لئے اپنے ہر قول وفعل کا خیال رکھیں۔ بعض دفعہ دفتر میں زائد وقت گزارنا ہوتا تو خیال کرتے کہ دفتر بند ہو گیا ہے اور کارکن برا نہ سمجھیں تو ان کو بڑے اچھے انداز میں کہا کرتے تھے کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھا کریں کہ دفتر والے باقی تو آرام سے گھر چلے گئے ہیں اور ہم دفتر میں کام کر رہے ہیں بلکہ یہ خیال کریں کہ وہ تو اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں، چلے گئے ہیں اور خدا تعالیٰ ہمیں اضافی خدمت کا موقع دے رہا ہے۔ تو یہ خدمتِ دین کو فضلِ الٰہی جاننے کا ایک عملی ثبوت تھا۔ ان کے ایک کارکن کہتے ہیں کہ وفات سے چار پانچ دن پہلے ان کی تیمارداری کے لئے خاکسار گیا تو مجھے کہنے لگے کہ کوئی ناصر احمد نام کارکن تیمارداری کے لئے آیا تھا آپ اُسے جانتے ہیں؟ کہتے ہیں مَیں نے اُنہیں کہا کہ تحریکِ جدید میں ناصر نام کے تین چار کارکن ہیں۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ کل جو ناصر احمد ملنے مجھے آیا تھا اور بچے نے کہہ دیا کہ مَیں سو رہا ہوں اور اُن کو واپس جانا پڑا۔ آپ اُن کا پتہ کریں کہ وہ کون ہے اور میری طرف سے معذرت کر دیں کہ بچے کو غلطی لگی تھی۔ شاید آنکھیں بند دیکھ کے اُس نے کہہ دیا کہ مَیں سو رہا ہوں، مَیں سو نہیں رہا تھا۔ تو اس حد تک باریکی سے خیال رکھا کرتے تھے۔ باقاعدگی سے صدقہ دینے والے تھے۔

پس مَیں نے ان کا کچھ مختصر ذکر کیا ہے۔ مَیں نے بھی ان کے ساتھ کام کیا ہے اور یہ بہت کم خصوصیات ہیں جو ابھی لکھی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی خصوصیات کے حامل تھے اور کام انتھک اور خوش مزاجی سے کیا کرتے تھے۔ خلافت سے بھی بے انتہا وفا کا تعلق تھا۔ بہرحال یہ بزرگ تھے جو وفا کے ساتھ جہاں اپنے کام میں مگن تھے وہاں خلیفۂ وقت کے بھی سلطانِ نصیر تھے۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی خلیفۂ وقت کے لئے دعائیں بھی بے انتہا کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ایسے کام کرنے والے کارکن ہمیشہ جماعت کو مہیا فرماتا رہے۔

اس کے علاوہ کچھ اور بھی وفات یافتگان ہیں جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔ چوہدری شبیر صاحب کا جنازہ جمعہ کی نماز کے بعد اور باقی جن کا میں ذکر کرنے لگا ہوں ان کا بھی جنازہ غائب جمعہ کی نماز کے بعد ہی مَیں پڑھاؤں گا۔ ان میں سے ایک ہمارے مربی سلسلہ مقبول احمد ظفر صاحب ہیں جو آجکل نظارت اصلاح وارشاد میں تھے۔ ان کو پرانی انتڑیوں کی تکلیف تھی جو بگڑ گئی اور آخر ان کی 25 رجولائی کو وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ کوٹ محمد یار چنیوٹ کے قریب رہنے والے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے 1997ء سے 2001ء تک عربی میں تخصص کیا اور پھر نظارتِ اشاعت میں کام کیا۔ جامعہ احمدیہ میں عربی کے استاد رہے۔ پھر یہ 2007ء میں شام چلے گئے، وہاں عربی زبان میں ڈپلومہ کیا۔ اسی طرح ہومیو پیتھک میں بھی ان کو کچھ درک تھا۔ پھر واپس آئے ہیں تو اصلاح وارشاد مرکزیہ میں تعینات ہوئے۔ بڑے علم دوست آدمی تھے، نہ صرف علم دوست تھے بلکہ ایک مربی کی جو خصوصیات ہیں وہ بھی ان میں تھیں۔ وقفِ زندگی کی خصوصیات بھی ان میں تھیں۔ اور پھر اسی طرح جیسا کہ مَیں نے کہا ہومیو پیتھک میں بھی انہوں نے ڈپلومہ کیا ہوا تھا۔ غریبوں کی مدد کیا کرتے تھے اور بے وقت بھی اگر کوئی آجاتا تھا تو ہمیشہ اُس کو آپ نے دوائیاں دیں، خوش مزاجی سے اس سے ملے۔ اپنے ساتھیوں سے کارکنوں سے بڑا اچھا سلوک تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے جو بچے ہیں اُن کو بھی اللہ تعالیٰ صبر اور حوصلہ دے۔

تیسرا جنازہ معراج سلطانہ صاحبہ اہلیہ حکیم بدرالدین صاحب عامل درویش قادیان کا ہے۔ ان کی چھیاسی سال کی عمر میں 19 رجولائی کو وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نہایت خلوص اور وفا کے ساتھ انہوں نے بھی درویشی کا زمانہ گزارا۔ سکول ٹیچر بھی تھیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی وہیں پڑھاتی رہیں۔ بڑی نیک دل، صابر شاکر اور حوصلہ مند خاتون تھیں۔ لجنہ اماء اللہ قادیان کی جنرل سیکرٹری رہی ہیں اور بھی مختلف خدمات پر مامور رہیں۔ غریب بچوں کو اپنے گھر میں رکھ کر تعلیم دلواتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

اسی طرح چوتھا جنازہ مریم سلطانہ اہلیہ ڈاکٹر محمد احمد خان صاحب شہید کا ہے۔ ان کے خاوند محمد احمد خان صاحب ٹل ضلع کوہاٹ میں شہید ہوئے تھے۔ مریم سلطانہ صاحبہ کی وفات 18 رجولائی 2012ء کو ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بڑی محنت کرنے والی خاتون تھیں۔ دعوتِ الی اللہ کا بڑا شوق تھا۔ قربانی کرنے والی تھیں اور بڑے مضبوط ارادے کی مالک تھیں۔ ان کے ہمت اور مضبوط ارادے کا اس طرح پتہ لگتا ہے کہ ان کے خاوند ڈاکٹر محمد احمد خان صاحب کو 1957ء میں کوہاٹ میں شہید کر دیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانے کی بات ہے۔ مریم سلطانہ صاحبہ کے والد کا نام عنایت اللہ افغانی تھا اور ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد عنایت اللہ افغانی صاحب کی بیعت سے ہوا جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ عنایت اللہ افغانی صاحب کا تعلق افغانستان کے علاقہ خوست سے تھا اور آپ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے مریدوں میں سے تھے۔ پھر ان کا جو خاندان ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد افغانستان سے قادیان شفٹ ہو گیا اور یہیں انہوں نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ مریم سلطانہ صاحبہ پیدائشی احمدی تھیں اور 1949ء میں ان کی ڈاکٹر محمد احمد خان صاحب سے شادی ہوئی تھی، جو خان میر خان صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے باڈی گارڈ تھے اُن کے بیٹے تھے۔ پھر یہ لوگ کوہاٹ چلے گئے۔ وہاں ایک دفعہ ایک معاند مولوی ان کے پاس آیا کہ ایک مریض بیمار ہے اور بلایا اور لے گیا۔ وہاں جا کے ان کو گولی مار کے شہید کر دیا اور پھر جب ان کی لاش آئی تو اَور کوئی احمدی نہیں تھا۔ احمدیوں کا یہ ایک اکیلا گھر تھا، چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ان کے خاوند موصی بھی تھے۔ اب لاش گھر میں پڑی ہے، چھوٹے بچے بلک رہے ہیں کہ کیا کریں۔ اور دلاسا دینے والا بھی کوئی نہیں۔ مشورہ دینے والا بھی کوئی نہیں۔ کمیونیکیشن کا نظام کوئی نہیں تھا۔ فون وون بھی کوئی نہیں تھا۔ پھر ان کو یہ بھی تھا کہ میرا خاوند موصی ہے۔ ان کو ربوہ لے کر جانا ہے۔ بہرحال انہوں نے بڑی ہمت کی اور کسی طرح ایک ٹرک کرائے پر لیا اور اس میں نعش بھی رکھی، بچے بھی بٹھائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ان دنوں نخلہ میں تھے تو وہاں پر لے آئیں۔ وہاں اُن کا جنازہ پڑھا گیا۔ پھر ربوہ لے کر آئیں اور پھر بڑی محنت سے اپنے بچوں کی تربیت کی۔ کوشش کی کہ ان کو پڑھائیں لکھائیں اور ان کی صحیح تربیت ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں وہ سرخرو ہوئیں۔ ان کی جو خواہش تھی کہ بچے بھی نیکیوں پر قائم رہیں اور اس وجہ سے وہ ان کو اُس ماحول سے بچا کر لائیں تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد در اولاد اور نسلوں میں احمدیت کے خادم پیدا کرتا رہے اور حقیقی وفا کے ساتھ احمدیت کے ساتھ جڑے رہنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی درجات بلند فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا ابھی نماز جمعہ کے بعد ان سب کی نمازِ جنازہ غائب ادا کروں گا۔

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266, 9437032266, 9438332026, 943738063

ذکرِ حبیب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

(صاحبزادہ) مرزا غلام احمد۔ ربوہ

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

"یَآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ"۔

اے آدم تو مع اپنی زوجہ کے بہشت میں داخل ہو۔

"یَآاَحْمَدُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔

اے احمد تو مع اپنی زوجہ کے بہشت میں داخل ہو۔

(روحانی خزائن جلد 15 تریاق القلوب صفحہ 288)

۞ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مَیں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت اُمّ المومنین سے ناراض دیکھا نہ سنا۔ بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک (Ideal) آئیڈیل جوڑے کی ہونی چاہیئے۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا صفحہ 231)

۞ مائی امام بی بی صاحبہ جو اپنے خاوند حضرت ٹھیکیدار محمد اکبر کی وفات کے بعد حضور کے گھر رہتی تھیں فرماتی ہیں:

"ہم نے کبھی حضرت اُمّ المومنین کو نہیں دیکھا کہ کسی بات پر بھی حضرت صاحب سے ناراض ہوئی ہوں۔ حضرت صاحب کا ادب کرتیں اور آپ کو خوش رکھتیں۔ ابتداء میں حضرت صاحب صرف تین روپے جیب خرچ دیا کرتے۔ آپ نے کبھی نہیں کہا کہ یہ کم ہیں۔ شکر گزاری سے لے لیتیں۔"

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا صفحہ 414-415)

برصغیر پاک و ہند اور خاص کر پنجاب کے دیہی معاشرہ میں آج کل بھی عورت کو ایک کم عقل، کم علم اور کم درجہ کی مخلوق کی حیثیت دی جاتی ہے اور زندگی کی اہم باتوں میں اس کی رائے کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی حتّٰی کہ خاندانی یا گھریلو معاملات میں بھی اس سے مشورہ کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی بات سنتا اور اس کو مانتا ہو تو اسے زن مرید کہا اور سمجھا جاتا ہے۔ اور آج کے دور میں بھی صورت حال یہ ہے کہ ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو گھر سے باہر بیوی کے قدم بقدم چلنا بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں اس لئے بیوی سے دو چار قدم آگے رہتے ہیں۔

اس کے مقابل پر حضور علیہ السلام کے خاندان کی آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل بھی کیا کیفیت تھی۔ حضور کے سوانح نگار حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ حضور کی والدہ ماجدہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت والدہ مکرمہ کی دور اندیشی، معاملہ فہمی مشہور تھی۔ حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب مرحوم کے لئے وہ ایک بہترین مشیر اور غمگسار تھیں اور یہی وجہ تھی کہ حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب باوجود اپنی ہیبت اور شوکت اور جلال کے حضرت مائی صاحبہ کی باتوں کی بہت پرواہ کرتے تھے اور ان کی خلاف مرضی خانہ داری کے انتظامی معاملات میں کوئی بات نہیں کرتے تھے۔" (حیات احمد صفحہ 171)

حضرت شیخ صاحب اپنی اس رائے کی تائید میں حضور علیہ السلام کی ہمشیرہ حضرت بی بی مراد بیگم صاحبہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"بی بی مراد بیگم صاحبہ...... جو بجائے خود ایک صاحب حال اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت وہ عین عنفوان شباب میں بیوہ ہو گئیں اور قادیان آ گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ان کی زندگی ایک خدا پرست خاتون کی زندگی تھی۔ حضرت مائی صاحبہ...... اس خدا پرست خاتون کے لئے...... بہت دردمند اور محبت سے لبریز دل رکھتی تھیں اور ان کی بیوگی کے زمانہ میں اپنی ذمہ داری کی خصوصیات کو محسوس کرتی تھیں۔ ان حالات میں انہوں نے حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کو مشورہ دیا کہ زنان خانہ میں وہ ہمیشہ دن کو تشریف لایا کریں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب مرحوم کا اس کے بعد معمول ہو گیا کہ وہ صبح کو اندر جاتے اور گھر کے ضروری معاملات پر مشورہ اور ہدایات کے بعد باہر آجاتے۔" (حیات احمد صفحہ 172)

اس جگہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس زمانہ میں شرفاء کا دستور یہ ہوتا تھا کہ ان کا زنانہ مکان اور مردانہ مکان علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے۔ رہائش تو زنانہ مکان میں ہی ہوتی تھی اور رات بھی وہاں گزاری جاتی تھی۔ دن کے اوقات میں مرد عموماً مردانہ میں ہی رہتے تھے۔ لیکن حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب اپنی حرم کے مشورہ کے مطابق اپنی بیٹی حضرت بی بی مراد بیگم صاحبہ کی بیوگی کے پیش نظر رات بھی مردانہ حصہ مکان میں ہی گذارتے تھے۔ اس جگہ اس بات پر بحث کا موقعہ نہیں کہ یہ طریق درست یا مناسب تھا۔ مقصود صرف یہ دکھانا ہے کہ زمانہ کے حالات کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں بیویوں کی رائے کو اہمیت اور وقعت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان کے مشورہ پر عمل بھی کیا جاتا تھا۔

کچھ یہی کیفیت ہمیں حضور علیہ السلام کے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی عائلی زندگی میں نظر آتی ہے۔ آپ کی بیگم حُرمت بی بی صاحبہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تائی ہونے کی وجہ سے جماعت میں تائی کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہیں بہت جاہ و جلال والی خاتون تھیں اور 1868ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کی وفات کے بعد تو گویا وہ گھر کی مختارِ کُل ہو گئی تھیں اور ایک رنگ میں خاندان پر حکومت کرتی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی خاندان کے فرد تھے اور اسی ماحول میں اور ان روایات کے مطابق ہی پروان چڑھے تھے اس لئے آپؑ کا سلوک بھی اپنی زوجہ اوّل کے ساتھ مثالی تھا۔ آپ باوجود اس بات کے کہ دنیاداری کے کاموں میں آپ کو کوئی شغف نہ تھا اور اپنا سارا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارنا آپ کے دل کی تمنا اور آپ کا معمول تھا، اپنی زوجہ کا ہر ممکن حد تک خیال رکھتے تھے اور اس امر کے باوصف کہ آپ کی زوجہ اوّل دیگر رشتہ داروں کی طرف زیادہ میلان رکھتی تھیں اور اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کی اس رنگ میں ذہنی ہم آہنگی اور موافقت نہ تھی لیکن پھر بھی حضور ان کے ساتھ محبت، نرمی اور ملاطفت کے ساتھ پیش آتے اور ان کا خیال رکھتے تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس زمانہ میں شرفاء کے خاندانوں میں رواج تھا کہ مرد عام طور پر مردانے میں رہتے تھے اسی طریق کے مطابق حضور بھی مردانے میں ہی رہتے تھے لیکن اپنی زوجہ اوّل کی خاطر آپ نے زنانہ گھر میں مردانے کا دروازہ بنوایا تا کہ وہ آپ سے سہولت کے ساتھ رابطہ کر سکیں اور مل سکیں۔

اپنی زوجہ کے ساتھ حضور کا سلوک خاندانی ماحول اور روایات کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے اور بھی زیادہ بہتر اور زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے کہ حضور اپنے ایمان کی رو سے یہ بات ضروری سمجھتے تھے کہ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے کیونکہ یہ خدا کی تعلیم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ اور جیسا کہ حضور خود فرماتے ہیں کہ من تربیت پذیر زربّ مہیمنم۔ آپ کی تربیت خدا تعالیٰ نے خود فرمائی اس لئے آپ کے سلوک میں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی نسبت زیادہ ملائمت اور زیادہ حُسن نظر آتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی دوسری شادی کے بعد بھی جو حضور کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر کرنا پڑی تھی حضور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہے اور ان کے اخراجات وغیرہ باقاعدہ ادا فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم والا واقعہ پیش آ گیا جس میں حضور کے رشتہ داروں نے حضور سے اپنے تعلقات ختم کر لئے اور آپ کی زوجہ اوّل نے بھی قطع تعلقی میں اپنے دیگر رشتہ داروں کا ساتھ دیا۔ لیکن ان کی طرف سے مخالف رشتہ داروں کا ساتھ دینے کے باوجود بھی حضور نے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے توسط سے ان کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ "ایک دفعہ مرزا سلطان احمد صاحب کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی میں انہیں دیکھنے کے لئے گئی۔ واپس آ کر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا...... تو فرمایا میں تمہیں دو گولیاں دیتا ہوں یہ جا کر دے آؤ۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں...... اپنی طرف سے...... کچھ مدد کر دیا کروں۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل روایت نمبر 42)

رشتہ داروں کی طرف سے قطع تعلقی کے بعد کی بات ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ذکرِ حبیب میں تحریر فرماتے ہیں:

"جبکہ میں ہنوز جموں میں ملازم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خط میرے نام قادیان سے آیا کہ مرزا افضل احمد صاحب جموں میں محکمہ پولیس میں ملازم ہے۔ بہت دنوں سے گھر میں اس کا کوئی خط نہیں آیا اور اس کی والدہ بہت گھبرا رہی ہے۔ آپ اس کا حال اور خیریت دریافت کر کے بواپسی ڈاک ہمیں اطلاع دیں۔ پھر دوسری دفعہ بھی ایسا ہی ایک خط آیا تھا اور ہر دو دفعہ حال دریافت کر کے لکھا گیا۔ یہ غالباً 94-1893ء کا واقعہ ہے۔"

(ذکرِ حبیب صفحہ 21,20)

حضرت اُمّ المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور کی شادی خاص الٰہی تحریک اور منشاء کے تحت ہوئی چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں کہ الہام ہوا "مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کروں۔ یہ سب سامان میں خود ہی کروں گا اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہوگی۔"

(شحنۂ حق۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 383)

نیز فرماتے ہیں کہ "مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں تب یہ الہام ہوا کہ:

ہرچہ بائید نو عروسی راہمہ ساماں کنم
وانچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہو گا تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 247)

1881ء میں ہونے والے ان الہامات کے مطابق دہلی کے ایک شریف اور مشہور خاندانِ سادات میں آپ کی شادی ہوئی اور 1884ء میں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا دلہن بن کر قادیان تشریف لے آئیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس شادی کے بعد حضور علیہ السلام کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی کہ 1884ء کا سال ہی وہ سال ہے جس میں حضور نے اپنے دعویٰ مجددیّت کا اعلان فرمایا اور اس لحاظ سے بھی کہ یہ شادی خدا تعالیٰ کی مشیت اور اس کے حکم پر ہوئی تھی اور جس سے شادی ہوئی تھی اس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ "اُشْکُرْ نِعْمَتِیْ رَاَیْتَ خَدِیْجَتِیْ" کہ میرا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ اس حکم

الٰہی کی تعمیل میں حضور کا سلوک حضرت اماں جان کے ساتھ اور بھی نمایاں اور مثالی اور حد درجہ محبت اور دلداری کا حامل ہوتا تھا۔ اور چونکہ آپؑ کو یہ احساس تھا کہ آپ کی زندگی کے اس مبارک دور کے ساتھ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو ایک نسبت خاص ہے اس لئے آپ ان کے ساتھ معمول سے بہت بڑھ کر محبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اور اس بات کا احساس حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کو بھی تھا۔ چنانچہ آپ بھی ایک حق کے رنگ میں اور محبت کے انداز میں بہت ناز کے ساتھ حضور علیہ السلام سے کہا کرتی تھیں کہ میرے آنے کے ساتھ ہی یہ برکتیں آپ کی زندگی میں آئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی مسکراتے اور اس پر صاد کرتے ہوئے اس بات کی تصدیق فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں ایک جوڑا بابرکت ہوا جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے چنا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے شادی سے پیشتر اس شادی کے بابرکت ہونے کی اطلاع الہام کے ذریعہ دی۔ اس خاندان کے بابرکت ہونے کی خبر دی اور پھر فرمایا: یٰآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔ یہ شادی کی طرف ہی اشارہ تھا۔ اس میں بتایا گیا کہ جیسے اس آدم کے لئے جنت تھی اسی طرح تیرے لئے بھی جنت ہے۔ مگر اُس حوا نے تو آدم کو جنت سے نکلوایا تھا۔ لیکن یہ حوّا جنت کا موجب ہوگی۔

’’مجھے خوب یاد ہے اس وقت تو بُرا محسوس ہوتا تھا لیکن اب اپنے زائد علم کے ماتحت اس سے مزا آتا ہے۔ اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی مگر یہ خدا کا فضل تھا کہ باوجودیکہ لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ نہ تھی جب سے ہوش سنبھالی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کامل یقین اور ایمان تھا۔ اگر اس وقت والدہ صاحبہ کوئی ایسی حرکت کرتیں جو میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے شایان نہ ہوتی تو میں یہ نہ دیکھتا کہ ان کا میاں بیوی کا تعلق ہے اور میرا ان کا ماں بچہ کا تعلق ہے بلکہ میرے سامنے پیر اور مرید کا تعلق ہوتا حالانکہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ نہ مانگتا تھا۔ والدہ صاحبہ ہی میری تمام ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔ باوجود اس کے والدہ صاحبہ کی طرف سے اگر کوئی بات ہوتی تو مجھے گراں گزرتی۔ مثلاً خدا کے کسی فضل کا ذکر ہوتا تو والدہ صاحبہ کہتیں میرے آنے پر ہی خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے۔ اس قسم کا فقرہ میں نے والدہ صاحبہ کے منہ سے کم از کم سات آٹھ دفعہ سنا اور جب بھی سنتا گراں گزرتا۔ مَیں اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی سمجھتا لیکن اب درست معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس فقرہ سے لذت پاتے تھے کیونکہ وہ برکت اسی الہام کے تحت ہوئی کہ یٰآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔ ایک آدم تو نکاح کے بعد جنت سے نکالا گیا تھا لیکن اس زمانہ کے آدم کے لئے نکاح جنت کا موجب بنایا گیا ہے۔ چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپ کی ماموریت کا سلسلہ جاری ہوا۔ خدا تعالیٰ نے بڑی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں کرائیں اور آپ کے ذریعہ دنیا میں نور نازل کیا اور اس طرح آپ کی جنت وسیع ہوتی چلی گئی۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ پہلے آدم کے لئے جو جوڑا منتخب کیا گیا وہ صرف جسمانی لحاظ سے تھا مگر اس آدم کے لئے جو چنا گیا یہ روحانی لحاظ سے بھی تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ۔ ارواح میں ایک دوسرے سے نسبت ہوتی ہے جب ایسی ارواح مل جائیں تو ان کے جوڑے بابرکت ہوتے ہیں

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 245,246 خطبہ نکاح حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ)

یہ بات کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت امّاں جان کے ساتھ ایک خاص تعلق جو کامل محبت اور کامل یگانگت پر مبنی تھا رکھتے تھے اس کا علم گھر کے ماحول تک محدود نہ تھا۔ بلکہ آپ کے زمانہ میں احبابِ جماعت پوری طرح اس سے آگاہ تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوی کے ساتھ کسی گھریلو معاملہ پر کچھ اختلاف ہوگیا اور حضرت مفتی صاحب اپنی بیوی پر کچھ ناراض ہوئے۔ مفتی صاحب کی بیوی نے اس ناراضگی کا ذکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ کیا۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ بہت معاملہ فہم بھی تھے اور آپ کی طبیعت میں مزاح بھی تھا۔ آپ نے اس بارہ میں اپنی بیوی سے سن کر مفتی صاحب سے فرمایا ’’مفتی صاحب جس طرح بھی ہو اپنی بیوی کو منالیں۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ آج کل ملکہ کا راج ہے‘‘۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا اشارہ اس طرف تھا کہ جہاں ہندوستان پر ایک عورت ملکہ وکٹوریہ کی حکومت ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی گھریلو معاملات میں حضرت اماں جان کی بات مانتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب بھی حضرت مولوی صاحب کے اس پُرحکمت اور پُرمزاح کلام کو سمجھ گئے اور جا کر اپنی بیوی کو منالیا اور اس طرح گھریلو ماحول خوشگوار ہوگیا۔

(ذکر حبیب صفحہ 253 مولفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ سلوک اس زمانہ کے دستور اور ماحول کے اس قدر مخالف تھا کہ بقول حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ:

’’اس بات کو اندرون خانہ کی خدمت گار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع کی زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور اپنے گردوپیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مرحبا بیوی دی گل بڑی مندا ہے۔‘‘

(یعنی مرزا صاحب اپنی بیوی کی بات بہت مانتے ہیں)

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ 17)

دراصل حضور علیہ السلام کی دوسری شادی خدا کی خاص تقدیر اور حکمت کے تحت اللہ تعالیٰ نے کرائی تھی۔ 1882ء میں ماموریت کے اعلان اور 1884ء میں مجددیّت کے دعویٰ کے ساتھ حضور علیہ السلام کی زندگی میں جو موڑ آیا تھا اس کا تقاضا تھا کہ آپ کو ایک ایسی رفیقۂ حیات ملے جو اس اہم ذمہ داری میں آپ کا قدم بقدم ساتھ دے سکے اور اس ذمہ داری کو وہی خاتون ادا کر سکتی تھیں جن کی تربیت خدا تعالیٰ کے خاص منشاء کے تحت کی گئی ہو۔ اسی غرض سے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم کا انتخاب فرمایا۔ آپ کی پیدائش 1865ء کی ہے۔ گویا حضور سے شادی کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ انیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ اور یہ وہ عمر ہوتی ہے جب انسان کچھ سیکھ سکتا ہے۔ نئے حالات میں اپنے آپ کو ڈھال سکتا ہے۔ اور اس طرح آپ حضور کے پاس ایسی عمر میں آئیں کہ حضور علیہ السلام کی زیر تربیت رہ کر آپ کی فطری خوبیوں نے پوری طرح نشوونما پائی اور آپ ان ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی اہل ثابت ہوئیں جو ایک نبی کی زوجہ مطہرہ کی حیثیت میں آپ پر عائد ہونے والی تھیں۔

انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ ہوتا ہے کہ ان کا ہر فعل اور ہر قول خدا کے حکم اور خدا کے منشاء کے مطابق اور ماتحت ہوتا ہے۔ یہی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ چنانچہ بیوی کے ساتھ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

’’ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکریہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 400 از یعقوب علی عرفانی)

پھر فرماتے ہیں:

’’فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 400 از یعقوب علی عرفانی)

اس سلسلہ میں آپ کا عملی نمونہ کیا تھا؟ اس کا علم ذیل کے واقعہ سے ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص کی سخت مزاجی اور بدکلامی کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضور اس بات سے بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا "ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے۔‘‘

پھر اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا "میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔ اور بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 307)

بات عملی نمونہ کی ہو رہی ہے۔ ایک چھوٹا سا واقعہ اور سن لیں۔ بظاہر بہت معمولی ہے لیکن اگر ہم میں سے ہر ایک اس واقعہ میں بیان شدہ حضور کے نمونہ پر چلنے کی کوشش کرے تو ہمارے عائلی تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتی ہیں:

’’مَیں پہلے پہل جب دلّی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گُڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں چنانچہ میں نے بہت شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا۔ سو وہ بالکل راب سی بن گئی۔ جب پتیلی چولہے سے اتاری اور چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہو گئے۔ ادھر کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ حیران تھی کہ اب کیا کروں۔ اتنے میں حضرت صاحبؑ آ گئے۔ میرے چہرہ کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپؑ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے؟ پھر فرمایا۔ نہیں! یہ تو بہت اچھے ہیں میرے مزاج کے مطابق پکے ہیں۔ ایسے زیادہ گڑ والے ہی تو مجھے پسندیدہ ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے۔ حضرت اُمُّ المؤمنین فرماتی تھیں کہ حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کہیں کہ میرا دل بھی خوش ہوگیا۔‘‘

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 226,225)

بات کھانا پکانے کی آئی ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا ذکر بھی کر دیا جائے کہ حضور علیہ السلام کے دعوے کے بعد ایک لمبے عرصے تک باوجود اس کے کہ آنے والے مہمانوں کی کثرت ہوگئی تھی اور روزانہ ہی بہت بڑی تعداد میں مہمان تشریف لاتے تھے۔ کھانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں ہی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی زیر نگرانی پکایا جاتا تھا اور حضرت اماں جانؓ نہ صرف یہ کہ اس انتظام کی نگرانی فرماتی تھیں بلکہ خود بھی مہمانوں کے لئے کھانا پکایا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ بیان فرماتی ہیں کہ:

’’پہلے لنگر کا انتظام ہمارے گھر میں ہوتا تھا اور گھر سے سارا کھانا پک کر جاتا تھا۔ مگر جب آخری سالوں میں زیادہ کام ہوگیا تو میں نے کہہ کر باہر انتظام کرا دیا۔‘‘

نیز فرماتی ہیں کہ ’’شروع میں سب لوگ لنگر سے ہی کھانا کھاتے تھے خواہ مہمان ہوں یا یہاں مقیم ہو

چکے ہوں۔ مقیم لوگ بعض اوقات اپنے پسند کی کوئی خاص چیز اپنے گھروں میں بھی پکا لیتے تھے مگر حضرت صاحب کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اگر ہو سکے تو ایسی چیزیں بھی ان کے لئے آپ ہی کی طرف سے تیار ہو کر جاویں اور آپ کی خواہش رہتی تھی کہ جو شخص جس قسم کے کھانے کا عادی ہو اس کو اسی قسم کا کھانا دیا جا سکے۔'' (سیرت المہدی جلد نمبر 1 صفحہ 52,51)

حضرت منشی فیاض علی صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ اس زمانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں" حضرت اقدس دست مبارک سے زنانہ مکان سے کھانا لے آتے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر تناول فرماتے تھے۔'' (سیرت المہدی جلد3 صفحہ 219)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ ابتدائی ایام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''لنگر کا انتظام حضور علیہ السلام کے ابتدائی ایام میں گھر میں ہی تھا۔ گھر میں دال سالن پکتا اور لوہے کے ایک بڑے توے پر جسے لوہ کہتے ہیں روٹی پکائی جاتی پھر باہر مہمانوں کو بھیج دی جاتی۔ اس لوہ پر ایک وقت میں دو تین نوکرانیاں بیٹھ کر بہت سی روٹیاں یکدم پکا لیا کرتی تھیں۔'' (سیرت المہدی جلد3 صفحہ 283)

مزید فرماتے ہیں ''ابتدا میں قادیان کے سب احمدی لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔'' (سیرت المہدی جلد3 صفحہ 295)

ان ابتدائی ایام میں بھی جب حضور کی ملاقات کے لئے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی حضرت امّاں جانؓ کی زیر نگرانی گھر سے ہی کی جاتی تھی مہمان کس کثرت سے آتے تھے اس کے بارے میں حضور کے ایک خط جو 8 ستمبر 1887ء کو حضور نے مکرم مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی صاحب کو تحریر کیا روشنی پڑتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

''بعض احباب مجھ پر یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اسراف کا خرچ ہے جو دو سو تین سو روپے ماہواری کا ہو جاتا ہے اور اسی خرچ نے طبع کتاب میں دقتیں ڈالیں اور انبار قرضہ کا سر پر ہو گیا۔ اس کے جواب میں بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ اعتراض سچ ہے مگر یہ مہمانداری محض للہ ہے اور اس میں بھی بار ہا تواضع اور اکرام ضیف کے لئے حکم ہوا ہے نہ تخفیف مصارف کے لئے۔ تین سال کے عرصہ میں شاید چالیس ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جہاں تک طاقت تھی حسب توفیق خدا داد ان کی خدمت کی گئی۔ سو بظاہر یہ نہایت درجہ کا اسراف معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ جل شانہ، کو اپنے افعال میں مصالح ہیں اور میں اسی کے حکم اور امر کا پیرو ہوں اور کسی دوسری کمیٹی یا جماعت کی پیروی نہیں کر سکتا اور نہ وہ اس کاروبار میں کچھ دخل دے سکتے ہیں۔ جس قدر میرے پر قرضہ اور حقوق عباد کے بار ڈالے گئے ہیں میں جانتا ہوں کہ میں اپنی قوت سے ان گراں باروں سے سبکدوش نہیں ہو سکتا بلکہ الٰہی قوت مجھے سبکدوش کرے گی اس فوق الطاقتہ کام میں کسی دوست کی کچھ پیش نہیں جا سکتی مگر وہ ایک ہے حقیقی دوست ہے جو ان غموں کے دور کرنے پر قادر ہے۔''

(مکتوبات احمد جلد اوّل مکتوبات بنام مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی مکتوب نمبر 1)

✿......ان دنوں کی بات ہے ایک بار مہمان اتنی کثرت سے آئے کہ کھانے اور ٹھہرانے کے انتظام میں بہت دقت پیش آئی اور اس وجہ سے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی رہائش ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کے ایک کمرہ میں تھی اور حضور علیہ السلام بھی ساتھ کے حصہ مکان میں رہائش رکھتے تھے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت اُمّ المؤمنین حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے۔ اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ چونکہ میں بالکل ملحقہ کمرے میں تھا اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی جن کے اندر سے آواز بآسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی ہے اس واسطے میں نے اس سارے قصہ کو سنا''۔

فرمایا: ''دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب کوئی بستی اسے دکھائی نہ دی۔ اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گذارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ کہ دیکھو۔ یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے۔ اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں۔ ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں تا کہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا۔ اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں کو تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہیے کہ اسے کچھ کھانے کو بھی دیں۔ اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔ چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا''۔

(ذکر حبیب صفحہ 87,86)

✿......حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو خدا تعالیٰ نے وسیع حوصلہ دل عطا فرمایا تھا اور آپ مہمانوں کی خدمت اور خاطر تواضع اور دلداری کرنے میں تمام جماعت کے لئے نمونہ تھیں۔ اور جو لوگ آپ کے مہمان رہے ہیں اسی طرح وہ مستورات جو سارا سال اور سالانہ جلسوں کے موقعہ پر قادیان آتی تھیں اور آپؓ سے ملنے کے لئے حاضر ہوتی تھیں وہ اس بات سے بخوبی واقف تھیں۔ سلسلہ کے ابتدائی ایام میں قادیان میں عام چیزیں بھی نہیں ملا کرتی تھیں اور مہمان بہت کثرت سے آتے تھے۔ ان حالات میں بسا اوقات بہت حوصلہ رکھنے والا شخص بھی گھبرا جاتا ہے۔ یہ کچھ ایسے ہی ایک موقعہ کی بات ہے۔

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ ایک بار مہمانوں کی کثرت کے باعث ان کو ٹھہرانے کے انتظام میں دقت ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے دوست اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہجرت کر کے قادیان تشریف لا چکے تھے اور حضور علیہ السلام نے ایسے مہاجرین کو بھی باوجود تنگی کے اپنے گھر میں ہی جگہ دی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ ایسے مستقل طور پر قادیان میں بس جانے والے گھرانوں کو بھی حضرت اماں جانؓ کھانا پکوا کر بھجواتی تھیں۔

✿......ان ایام میں دار المسیح میں رہائش کی کیا کیفیت تھی اس کا اندازہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی اوپر بیان کردہ روایت سے ہوتا ہے حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ'' سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے''، اور اپنی رہائش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور کے گھر کے اندر حضور کے کمرہ کے بالکل ملحق کمرہ میں تھی۔

✿......اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؓ کی روایت بھی اس صورت حال پر روشنی ڈالتی ہے۔ وہ اپنی تصنیف 'تذکرۃ المہدی' میں بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان کے اندر ایک طرف مع اہل و عیال رہتا تھا اور آپ نے وہ جگہ بتلا دی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا آج سے ہم بھی تمہاری ہمسائیگی میں آ گئے ہیں چونکہ اب سردی کا موسم شروع ہو گیا ہے اوپر کے مکان سے اس نیچے کے مکان میں آ گئے ہیں اور ہماری تمہاری چار پائی برابر رہے گی صرف ایک دیوار بیچ میں ہے۔

(تذکرۃ المہدی صفحہ 12)

✿......حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق نعمانی صاحب مزید فرماتے ہیں حضرت نے خود میرے لئے مکان بنوایا۔ لیکن جب نئے مکان میں چلا گیا تو پھر واپس اپنے مکان میں بلوا لیا۔ مزید فرماتے ہیں میں نے ایک بکری بھی رکھی ہوئی تھی اس کی مینگنیاں اس کے پیشاب کی کھرائند اور اس کے بچوں کی ممیاہٹ پھر جھاڑے سے صحن اتنا بھرا ہوا تھا کہ حضرت کے لئے چلنے پھرنے کے لئے بھی جگہ نہ رہی تھی لیکن پھر بھی آپ نے میرا علیحدہ مکان میں رہنا پسند نہ کیا۔

(اخبار الحکم 21 تا 28 مئی 1934ء)

••••••••

نظم

مرے کفر کا جب اعلان ہوا — مرا پختہ اور ایمان ہوا
جس روز بہتر ایک ہوئے — وہ دن یومِ فرقان ہوا
انسان کے روپ میں ہی شیطاں — فرعون ہوا ہامان ہوا
اب لاٹھیاں والے میں بھی وہی — سرگرمِ عمل شیطان ہوا
اے کلمہ مٹانے والے خود — ترے مٹنے کا سامان ہوا
تجھے زعم ہے طاقت و کثرت کا — مجھے کافی ربِ رحمٰن ہوا
تیرا محور فانی دنیا ہے — میرا قبلۂ جاں قرآن ہوا
''سب ٹھاٹھ دھرا رہ جائے گا'' — جب اشک کوئی طوفان ہوا
میرے قلم کو نسبت اس سے ہے — جو قلم کا ہے سلطان ہوا
ہر دور میں کلمۂ حق ظفرؔ
اہلِ اللہ کی پہچان ہوا

(مبارک احمد ظفر لندن)

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202
09849128919, 08019590070

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2012ء

احمدیہ مسلم جماعت امن اور رواداری کا پیغام دیتی ہے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کرتی ہے

(مسجد بیت الصمد گیزن کے سنگ بنیاد کے موقع پر گیزن شہر کی میئر کا ایڈریس)

ہماری یہ مسجد بھی انشاء اللہ تعالیٰ امن اور سلامتی کا پیغام پہنچانے والی ہوگی اور جب اس کی تعمیر ہوگی تو انشاء اللہ لوگ دیکھیں گے کہ جو ہم کہتے ہیں وہ کر کے بھی دکھاتے ہیں۔

(مسجد بیت الصمد گیزن کے سنگ بنیاد کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

آپ ایک پُرامن جماعت ہیں۔ اب مسجد بننے کے ساتھ آپ لوگ دوسروں کو یہ دکھا سکتے ہیں کہ آپ لوگ امن پسند مسلم جماعت ہیں۔

(مسجد فرید برگ کے سنگ بنیاد کے موقع پر میئر فرید برگ کا ایڈریس)

جماعت احمدیہ کی مساجد اسلام کی تعلیم کا وہ سمبل ہیں جس سے اسلام کی خوبصورت، امن پسند، محبت اور بھائی چارہ کی تعلیم کا پتہ چلتا ہے۔

(مسجد فرید برگ کے سنگ بنیاد کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

قسط: سوم

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

28 مئی 2012ء بروز سوموار

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

فیملی ملاقاتیں

بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج فرینکفرٹ کے مختلف حلقوں کے علاوہ جرمنی کی جماعتوں Dietzenbach، Dramstadt، Stuttgart، Wurzburg، Meschenich، Pforzeim، Bocholt، Weingarten، Mulheim، Fulda، Oberursel، Dreieich، Morfelden، Friedberg، Freinsheim، Florsheim، Reutlingen، Gummersbach، Griesheim، Marburg، Waiblingen، Bad Soden، Bochum، Goddelau، Wetzler، Niedernhausen، Boblingen، ویزبادن، ہائیڈل برگ اور Herborn سے آنے والی 33 فیملیز کے 129 افراد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ قادیان (انڈیا)، تاجکستان اور بوسنیا سے آنے والے احباب و فیملیز نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بج کر پانچ منٹ پر ختم ہوا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد بیت الصمد (گیزن) کا سنگ بنیاد

آج پروگرام کے مطابق Giessen شہر میں مسجد بیت الصمد کے سنگ بنیاد کی تقریب تھی۔

پانچ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور دعا کروائی بعدازاں گیزن شہر کے لئے روانگی ہوئی۔ فرینکفرٹ سے گیزن شہر کا فاصلہ 57 کلومیٹر ہے۔ قریباً پینتیس منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی Giessen تشریف آوری ہوئی۔ مقامی جماعت کے احباب مرد و خواتین اور بچے اپنے پیارے آقا کی آمد کے منتظر تھے۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ گاڑی سے باہر تشریف لائے تو احباب جماعت نے نعرے بلند کئے اور بچوں نے دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کئے اور ہر چھوٹا بڑا اپنا ہاتھ بلند کر کے حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔

صدر جماعت Giessen انوار الدین صاحب، منور حسین طور صاحب معلم سلسلہ اور مکرم مظفر احمد ظفر صاحب ریجنل امیر Hessen Mitte نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور جماعت گیزن کی طرف سے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

Giessen شہر کی میئر Mrs. Gerda Weigel بھی اس موقع پر موجود تھیں۔ موصوفہ نے بھی حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا۔ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور شبیر احمد چیمہ صاحب نے اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔

امیر جرمنی کا ایڈریس

اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کرتے ہوئے بتایا کہ شہر Giessen جرمنی کے صوبہ Hessen میں واقع ہے۔ دریائے lahn جو اس شہر کے درمیان میں بہتا ہے۔ اس شہر کو مغربی اور مشرقی حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ یہ شہر 72 ہزار نفوس کو سموئے ہوئے ہے جن میں سے تقریباً 25 ہزار کی تعداد یونیورسٹی میں پڑھنے والے طلباء کی ہے۔ گیزن شہر کی یونیورسٹی کا نام Justus liebig University ہے جو 1607ء میں تعمیر کی گئی۔

اس شہر میں جماعت احمدیہ کی بنیاد 1986ء میں پڑی جب چند احمدی خاندان پاکستان سے مظالم کے نتیجہ میں ہجرت کر کے یہاں آ کر آباد ہوئے۔ پھر آہستہ آہستہ یہاں جماعت کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور جماعت نے غیر معمولی ترقی کی اور اس وقت جماعت کے ایک سو پچاس احباب میں سے دو پی ایچ ڈی، پانچ ڈاکٹرز، کئی نوجوان سائنس میں ایم ایس سی اور کئی وکلاء اور بینکرز ہیں اور اس وقت Giessen میں احمدی نوجوان اور لڑکیاں کثرت سے اچھے سکولز اور یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں۔

1998ء میں Justus liebig University میں احمدی اور غیر احمدی جرمن احباب کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی تھی۔ جماعت نے 1989ء میں ایک گھر بطور سنٹر کرایہ پر لیا۔ پھر 2004ء میں ایک ہال کرایہ پر لیا گیا جو ابھی تک نمازوں اور پروگراموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

مسجد کی تعمیر کے لئے اب جماعت نے جو پلاٹ حاصل کیا ہے اس کا رقبہ ایک ہزار مربع میٹر ہے۔ یہ پلاٹ دو لاکھ 25 ہزار یورو کی لاگت سے 31 راگست 2011ء کو خریدا گیا۔ یہاں جو مسجد تعمیر ہوگی اس کے مینارہ کی اونچائی بارہ میٹر اور گنبد کا قطر 5 میٹر ہوگا۔ یہ پلاٹ شہر کے وسط میں شہر کی مصروف ترین سڑکوں میں سے ایک سڑک پر ہے۔

گیزن شہر کی میئر کا ایڈریس

امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد شہر کی میئر Mrs. Gerda Weigel-Greilich نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں سب سے پہلے حضور انور اور سب حاضرین کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میئر نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ وہ آج کے دن شہر Giessen کی طرف سے آپ سب کو خوش آمدید کہہ سکتی ہیں۔ آج مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ مجھے ایک امن پسند اور محبت کرنے والی جماعت سے مخاطب ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ جن کا ماٹو ہے:

''محبت سب کے لئے نفرت کسی کے لئے نہیں''

میئر صاحبہ نے کہا اسلام اب جرمنی کا حصہ ہے اور اس شہر Giessen کا بھی۔ جرمنی میں آجکل مسلمان Millions کی تعداد میں موجود ہیں اور Giessen میں ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ اس

لئے اب مساجد کو شہر کا نمایاں حصہ ہونا چاہئے۔

میئر صاحبہ نے مزید کہا کہ اسلام میں ایک گروپ ایسا ہے جو اسلام کا غلط تصور پیش کرتا ہے۔ احمدیہ مسلم جماعت امن اور رواداری کا پیغام دیتی ہے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کرتی ہے اور اسلام کے خلاف حملوں کا تحریراً جواب دیتی ہے۔ جماعت احمدیہ عورتوں کے حقوق کے لئے بھی آواز بلند کرتی ہے اور مذہب اور سیاست کے معاملات کو علیحدہ علیحدہ رکھتی ہے۔

میئر صاحبہ نے کہا اب احمدی اس شہر Giessen کا مستقل جزو ہیں اس شہر کی روزمرہ کی زندگی کا مستقل حصہ ہیں۔ کرسمس کے موقع پر تحائف دیتے ہیں۔ نئے سال کے آغاز میں شہر کی سڑکوں کی صفائی کرتے ہیں اور شجرکاری میں حصہ لیتے ہیں۔ کچھ ہی عرصہ پہلے آپ لوگوں نے میرے ساتھ مل کر امن کا ایک پودا لگایا۔ اسی طرح کچھ دن پہلے آپ لوگوں نے بہت سے شہریوں کو دعوت دے کر اپنا تعارف کروایا۔ میں آپ کے ان سب کاموں کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور آپ کی مسجد کی تعمیر میں اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کرتی ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

میئر صاحبہ کے اس ایڈریس کے بعد چھ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمد للہ آج یہاں گیزن (Giessen) کی جماعت کو بھی اپنی مسجد کی بنیاد رکھنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی مساجد بنانے میں دنیا کی تمام جماعتوں سے آگے جارہی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ رفتار مساجد بنانے کی جو انہوں نے شروع کی ہے یہ جاری رہے اور ہر علاقے میں اللہ تعالیٰ مساجد بنانے کی توفیق عطا فرمائے، ہر شہر میں مساجد بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

مساجد کی تعمیر کے بعد ایک نیا دور شروع ہوتا ہے جو تبلیغ کے نئے راستے کھلنے کا دور ہے اور مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں بھی انشاء اللہ تعالیٰ نئے راستے تبلیغ کے کھلیں گے اور یہ شہر جیسا کہ بتایا گیا ہے بڑی تعداد میں پڑھے لکھوں کا شہر ہے اور بڑی تعداد میں سٹوڈنٹس یہاں رہتے ہیں، یونیورسٹیاں یہاں ہیں، علم حاصل کرنے والے لوگ یہاں ہیں اور یہ علم حاصل کرنے والے لوگ جو ہیں ان کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتانا ہمارا فرض ہے کیونکہ یہ غلط تصور بعض لوگوں میں پیدا ہوگیا ہے خاص طور پہ مغربی ممالک میں کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو نئی ایجادات اور نئی باتوں سے دور لے جانے والا ہے۔ حالانکہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس میں علم حاصل کرنے کی طرف بہت توجہ دلائی گئی ہے اور قرآن کریم میں جس طرح تفصیل سے آجکل کے دنیوی علوم کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے وہ کسی اور کتاب میں نہیں۔ پس یہ راستے تو انشاء اللہ تعالیٰ کھلیں گے ہی اور مجھے امید ہے کہ آپ لوگ اب ان راستوں کے کھلنے کے بعد اگر اپنا حق ادا کرنے والے بنیں، تبلیغ کا حق ادا کرنے والے ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ پڑھے لکھے لوگوں کو اسلام کے بھی اور جماعت کے بھی بہت قریب لے آئیں گے اور پھر یہی لوگ ہی اسلام اور جماعت کی نمائندگی کرنے والے ہوں گے۔

میں شکرگزار ہوں یہاں کی کونسل کا بھی، میئر کا بھی کہ وہ خود تشریف لائیں اور انہوں نے ہمیں یہاں مسجد بنانے کی بھی اجازت دی۔ جیسا کہ انہوں نے خود بھی کہا ہے کہ بعض مسلمان فرقے ایسے ہیں جو اسلام کی شدت پسند تعلیم کا اظہار کرتے ہیں۔ یعنی کہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم شدت پسندی کی تعلیم ہے حالانکہ اسلام کی خوبصورت تعلیم وہ تعلیم ہے جیسا کہ ان میئر صاحبہ نے خود بھی بتایا ہے جو شدت پسندی کی تعلیم نہیں ہے بلکہ پیار، محبت اور بھائی چارے کی تعلیم ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد بنے گی اور جب لوگ یہاں آنے شروع ہوں گے جیسا کہ میں نے کہا تو اسلام کی مزید خوبصورت تعلیم نکھر کر لوگوں کے سامنے آئے گی۔

پس ہمیں اس جذبے سے یہاں کام کرنا چاہئے اور مسجد بنانے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ایک اہم بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ مسجد جہاں بھی تعمیر ہوتی ہے وہ اس اللہ تعالیٰ کے گھر کی تتبع میں، اس کے نمونے پر قائم کی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کا پہلا گھر ہے جس کی بنیادیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے نئے سرے سے اٹھائیں اور جس کو اللہ تعالیٰ نے امن اور سلامتی کا گھر قرار دیا۔ پس ہماری یہ مسجد بھی انشاء اللہ تعالیٰ امن اور سلامتی کا پیغام پہنچانے والی ہوگی اور جب اس کی تعمیر ہوگی تو انشاء اللہ لوگ دیکھیں گے کہ جو ہم کہتے ہیں وہ کر کے بھی دکھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ اس مسجد کی تعمیر کو جلد سے جلد مکمل کریں اور پھر اسلام کے پیغام کو اس علاقے میں مزید بہتر رنگ میں پھیلانے کی کوشش کریں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب اس کے بعد مسجد کی بنیاد رکھی جائے گی اور وہیں دعا ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

تقریب سنگ بنیاد

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مسجد بیت الصمد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعاؤں کے ساتھ بنیادی اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے ایک اینٹ نصب فرمائی۔

بعد ازاں علی الترتیب درج ذیل جماعتی عہدیداران اور احباب نے ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت پائی۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی)، میئر Giessen شہر Mrs. Gerda، عبدالماجد طاہر (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)، مکرم حیدر علی ظفر صاحب (انچارج جرمنی)، مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم منور حسین طور صاحب (ریجنل معلم)، مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب (صدر مجلس انصاراللہ)، مکرم عمران ذکاء صاحب (نائب صدر اول خدام الاحمدیہ)، مکرمہ امۃ الحیٔ صاحبہ (نیشنل صدر لجنہ جرمنی)، مکرم طارق محمود صاحب (نیشنل سیکرٹری مال)، مکرم مظفر احمد ظفر صاحب (ریجنل امیر)، مکرم عبدالمجید صاحب (پہلے صدر جماعت Giessen)، مکرم انوارالدین خان صاحب (صدر جماعت Giessen)، مختار احمد سندھو صاحب (سیکرٹری صنعت و تجارت)، مکرم منور رشید بٹ صاحب (زعیم انصاراللہ Giessen)، ڈاکٹر طیب شہزاد صاحب (قائد مجلس گیزن ویسٹ)، مکرم طاہر احمد بٹ صاحب (قائد مجلس گیزن OST)، مکرمہ ریحانہ گل صاحبہ (صدر لجنہ گیزن)

علاوہ ازیں واقفین نَو میں سے درج ذیل دو بچوں نے بھی ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت پائی۔ عزیزہ فریحہ شہزاد صاحبہ (واقفہ نو)، عزیزم مبشر احمد چیمہ (واقف نو)۔ سنگ بنیاد کی اس تقریب کے دوران احباب جماعت رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کی دعا کا ورد کرتے رہے۔

سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں مقامی جماعت نے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ جہاں بچیوں نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہتے ہوئے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے اور خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

بعد ازاں لوکل مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور شرف مصافحہ بھی حاصل کیا۔

اس قطعہ زمین سے ملحق ایک دومنزلہ مکان ہے جو یہاں مقامی جماعت کے صدر نے خریدا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت اس گھر میں بھی تشریف لے گئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع پر موجود تمام احباب جماعت کو شرف مصافحہ سے نوازا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور سات بجکر پینتیس منٹ پر یہاں سے واپس بیت السبوح فرینکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً پینتیس منٹ کے سفر کے بعد آٹھ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

تقریب ولیمہ میں شرکت

آٹھ بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت عزیزم ضیاء الدین واگس ہاؤزر ابن مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی) کی تقریب دعوت ولیمہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ اس تقریب کا انتظام بیت السبوح میں ہی ایک ہال میں کیا گیا تھا۔ تقریب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

29 مئی 2012ء بروز منگل

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

فیملی ملاقاتیں

دوپہر سوا بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق

Tanveer Akhtar 08010090714
Rahmat Eilahi 09990492230
ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110006

فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج جرمنی کی 35 جماعتوں سے ملاقات کے لئے آنے والی فیملیز کے علاوہ سویڈن اور پاکستان سے آنے والی دو فیملیز نے بھی ملاقات کا شرف پایا۔ مجموعی طور پر 33 فیملیز کے 137 افراد نے ملاقات کی سعادت پائی۔

ان سبھی فیملیز نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بھی بنوائیں اور تحائف بھی حاصل کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا دو بجے تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

سنگ بنیاد مسجد ''دارالامان'' فریدبرگ

آج پروگرام کے مطابق جرمنی کے شہر فریدبرگ (Friedberg) میں مسجد دارالامان کے سنگ بنیاد کی تقریب تھی۔

پانچ بجکر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی اور قافلہ بیت السبوح سے Friedberg کے لئے روانہ ہوا۔ فریدبرگ کا یہاں سے فاصلہ 19 کلومیٹر ہے۔ قریباً بیس منٹ کے سفر کے بعد چھ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی Friedberg تشریف آوری ہوئی۔

مقامی جماعت کے افراد مرد وخواتین، جوان بوڑھے، بچے بچیاں صبح سے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت آمد پر تیاریوں میں مصروف تھے۔ ان کے لئے آج کا دن عید سے کم نہ تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم ان کی سرزمین پر پہلی دفعہ پڑ رہے تھے۔ ہر کوئی بے حد خوش تھا۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی اس جگہ پہنچی تو احباب جماعت نے بلند آواز سے نعرے بلند کئے اور بچوں اور بچیوں کے گروپس نے دعائیہ گیت پیش کئے اور اپنے آقا کو دل کی گہرائیوں سے اَھْلاًوَّ سَھْلاًوَّ مَرْحَباً کہتے ہوئے خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو لوکل صدر جماعت ڈاکٹر وحید احمد صاحب، ریجنل مربی سلسلہ مبارک احمد تنویر صاحب، فرزان احمد صاحب سیکرٹری جائیداد اور ریجنل امیر مظفر احمد صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہتے ہوئے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

اس موقع پر Friedberg شہر کے میئر Mr. Michael Keller نے جو آج کی اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے، حضور انور سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

بعدازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مارکی میں تشریف لے آئے جہاں تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ مبارک احمد صاحب نے کی اور اس کا اردو ترجمہ خرم شہزاد صاحب اور جرمن ترجمہ محمد حسیب صاحب نے پیش کیا۔

امیر صاحب کا ایڈریس

اس کے بعد مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی) نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کرتے ہوئے بتایا:

شہر Friedberg جرمنی کے صوبہ Hessen کے شمالی حصے میں واقع ہے۔ اس کی آبادی 30 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ قرون وسطیٰ میں اس شہر کا علاقہ تجارت کے لئے انتہائی اہم تھا۔ آج بھی یہ شہر ضلع Wetterau کا معاشرتی مرکز ہے۔ Adolf Tower جس کی اونچائی 58 میٹر ہے اس شہر کا سمبل ہے۔ جرمنی کا سب سے بڑا پتھر کا بنا ہوا کسی شہر کا امتیازی نشان بھی اس شہر میں ہے جو ایک Water Tower کی شکل میں موجود ہے۔

جماعت فریدبرگ کا قیام 1990ء میں عمل میں آیا اور اس کے پہلے صدر مکرم مرزا نعیم احمد صاحب مقرر ہوئے۔ سال 2006ء میں جب جرمنی میں لوکل امارتوں کا نظام قائم کیا گیا۔ فریدبرگ کے ساتھ چار جماعتوں کو شامل کرکے ایک لوکل امارت بنائی گئی اور ڈاکٹر وحید احمد صاحب اس کے پہلے لوکل امیر مقرر ہوئے۔ 2010ء سے لوکل امارت ختم کرکے علیحدہ جماعتیں بنادی گئیں اور آجکل ڈاکٹر وحید احمد صاحب جماعت فریدبرگ کے صدر ہیں۔ یہ جماعت اس وقت 285 افراد پر مشتمل ہے۔ پندرہ خدام ولجنات مختلف یونیورسٹیز میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں جبکہ بچے اور بچیاں جمنازیم میں پڑھ رہے ہیں۔

اس علاقہ میں مسجد کے لئے پلاٹ ملنا کافی مشکل تھا۔ بلکہ مسجد تعمیر کرنے کی اجازت ملنی بھی نہایت مشکل تھی۔ جماعت کے کونسل سے رابطہ کرنے پر پتہ لگا کہ رہائشی اور صنعتی علاقوں میں پلاٹ نسبتاً سستے ملتے ہیں۔ چنانچہ اس طرف بھرپور توجہ دی گئی اور کونسل سے مستقل رابطہ رہا۔ آخرکار 2009ء میں ایک پلاٹ 2000 مربع میٹر کا ملا اور ساتھ مسجد کی اجازت بھی ملی۔ اس علاقہ کے میئر Michael Keller نے جماعت کی بہت مدد کی۔ موجودہ پلاٹ 13/اکتوبر 2011ء کو خریدا گیا۔ اس کی قیمت خرید دو لاکھ 60 ہزار یورو ہے۔ جو مینارہ تعمیر ہوگا اس کی اونچائی 9 میٹر ہوگی اور گنبد کا قطر 6 میٹر ہوگا۔

میئر فریدبرگ کا ایڈریس

امیر صاحب جرمنی کے اس ایڈریس کے بعد شہر Friedburg کے میئر Mr. Michael Keller نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ مَیں سب سے پہلے حضور انور اور تمام احباب وخواتین کو خوش آمدید کہتا ہوں اور مجھے اس بات پر بہت خوشی ہے کہ حضور انور آج یہاں حاضر ہوئے ہیں۔

میئر نے کہا کہ مساجد کی تعمیر دو لحاظ سے ہوتی ہے۔ ایک ظاہری عمارت کی تعمیر ہے اور دوسرے اس عمارت کے ساتھ ایسی چیزیں بھی وابستہ ہوتی ہیں جو معاشرے میں ایک کردار ادا کرتی ہیں۔ فریدبرگ میں پہلے بہت سی مساجد ہیں لیکن جماعت احمدیہ کی کوئی مسجد نہیں تھی۔ اب جماعت کا اور بہت سے احمدیوں کے ساتھ ذاتی تعارف ہونے کی وجہ سے خوشی ہوئی ہے اور اس بات کی بھی خوشی ہے کہ اب مسجد بنائی جارہی ہے۔

اس کے بعد میئر صاحب نے بتایا کہ بعض قوانین ایسے ہیں جن کی وجہ سے مسجد انڈسٹریل ایریا میں بنانا پڑی ہے۔ اس لئے یہ مسجد بھی ایسی ہی جگہ بن رہی ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کے بارہ میں بہت سی بحثیں ہوئیں اور بہت سے لوگ اس مسجد کی تعمیر کے خلاف تھے۔ لیکن میں نے بہت کوشش کی کہ یہ مسجد بنائی جاسکے۔ اس لئے میں نے مسجد ''بیت الامن'' جو قریبی شہر Nidda میں بنی ہے۔ مَیں نے اس کا Construction Plan بھی منگوایا اور کوشش کی۔ بہت مشکلات کے باوجود اب اجازت مل گئی ہے۔

میئر صاحب نے کہا کہ مسجد ایک کھلی جگہ پر ہونی چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ ایسی تنگ جگہوں سے نکلیں۔ باہر آئیں اور اپنے آپ کو ظاہر کریں کہ آپ ایک پُرامن جماعت ہیں۔ مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہتے ہیں۔ اب آپ اپنے پروگراموں کے لئے مسجد میں اکٹھے ہوں۔ اب آپ نے ہمیشہ ادھر رہنا ہے۔ اب مسجد بننے کے ساتھ آپ لوگ دوسروں کو یہ دکھا سکتے ہیں کہ آپ لوگ امن پسند مسلم جماعت ہیں۔

میئر صاحب نے یہ بھی کہا کہ ان کا ایک بیٹا ایک احمدی طالبعلم کے ساتھ سکول میں پڑھتا ہے۔ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کی جماعت تعلیم پر بہت زور دیتی ہے۔ احمدی پڑھائی میں بہت دلچسپی لیتے ہیں اور یہ بہت اچھا ہے۔

اپنے ایڈریس کے آخر پر میئر صاحب نے کہا کہ آج سب احمدیوں کے لئے خوشی کا دن ہوگا۔ کیونکہ حضور بھی آج یہاں اس شہر میں موجود ہیں۔ حضور یہاں بار بار تو نہیں آسکتے اس لئے آج کا یہ دن خوشی سے منائیں۔ میئر نے مسجد کی تعمیر کے لئے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور کہا کہ آج خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں یہ خاص موقع ہے اور ایسے موقعے بار بار تو نہیں آئیں گے۔ پس آپ کی طرف سے اس مسجد کی طرف سے یہ پیغام شہر کو جائے کہ آپ پُرامن لوگ ہیں اور پُرامن طریق سے مل کر رہنا چاہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

میئر کے اس خطاب کے بعد چھ بجکر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا:

تشہد اور تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ آج جماعت جرمنی کو ایک اور مسجد کی بنیاد رکھنے کی توفیق مل رہی ہے جس کا نام مسجد دارالامان رکھا گیا ہے۔ اللہ کرے یہ نہ صرف احمدیوں کے لئے امن دینے والی، امان دینے والی ہو بلکہ اس علاقہ کے لوگوں کے لئے بھی ہو۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ اور بات کروں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ کل جب Giessen شہر میں مسجد کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ میں نے کہا تھا جرمنی کی جماعت مساجد بنانے میں دنیا میں سب سے آگے ہے۔ دنیا میں نہیں، یورپ میں آگے ہے۔ دنیا میں بہت ساری جماعتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہیں جو درجنوں مساجد ایک ایک سال میں بنا رہی ہیں اور اس سال تو یوکے بھی تقریباً آپ کے مقابل پر پہنچ گیا ہے۔ ان لوگوں نے بھی پانچ سے زیادہ بنالی ہیں۔ لیکن بہرحال مجموعی طور پر اگر دیکھیں تو جماعت جرمنی ایسی ہے جہاں ہر سال باقاعدگی سے مساجد میں اضافہ ہو رہا ہے اور سب سے زیادہ مساجد تعمیر ہو رہی ہیں جو یورپ میں Western یورپ میں بھی اور Eastern یورپ میں بھی سب سے زیادہ ہیں۔

اس وضاحت کے بعد اب جیسا کہ میئر صاحب نے کہا اور ان کی باتوں سے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے ساتھ ان کے اچھے روابط ہیں اور افراد جماعت نے ان کو جماعت کے بارہ میں اچھا تعارف کروایا ہوا ہے اور یہ بڑی اچھی اور خوشی کی بات ہے۔ اگر اسی طرح ہمارے جماعت کے افراد، مرد، عورتیں، بچے، اپنا تعارف بڑھاتے رہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کو اسلام کی صحیح اور خوبصورت تعلیم کا پتہ چلتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ انہوں نے کہا ایک مسجد کی شکل ہے، اس کی ظاہری تعمیر ہے اور ایک اس کا معاشرہ میں کردار ہے۔

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

جماعت احمدیہ کی مساجد کا کردار معاشرے میں ہمیشہ وہ کردار ہے یا جماعت احمدیہ کی مساجد اسلام کی تعلیم کا وہ سمبل ہیں جس سے اسلام کی خوبصورت، امن پسند، محبت اور بھائی چارہ کی تعلیم کا پتہ چلتا ہے۔ یہاں آنے والے بھی آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنے والے ہیں اور رہنا چاہئے۔ دلوں کی کدورتیں مٹا کر ایک اللہ کے لئے حاضر ہونا چاہئے۔ تب ہی آپ عبادت کا صحیح حق ادا کرسکتے ہیں۔ تب ہی آپ اللہ تعالیٰ کی امان میں بھی آنے کے حقدار بن سکتے ہیں اور اسی طرح اس معاشرہ میں بھی آپ کی طرف سے یہ پیغام پہنچنا چاہئے۔

جیسا کہ میئر صاحب نے کہا اور میں نے ابھی بتایا اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ لوگوں کا تعارف اس شہر میں اچھے الفاظ میں ہے۔ آپ لوگوں کو، پڑھے لکھے لوگ، اچھا طبقہ بلکہ عوام بھی اچھے الفاظ میں یاد رکھتے ہیں۔ لیکن مسجد بننے کے ساتھ یہ تعارف مزید بڑھے گا اور جب مزید بڑھے گا اور لوگ یہاں آئیں گے اور اس جگہ مسجد میں آکر اس ماحول کو بھی دیکھیں گے، دیکھنے کی خواہش کا اظہار کریں گے تب آپ کو اور بھی زیادہ محتاط ہو کر اپنے آپ کو اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہوگی۔ پس ہر احمدی جب مسجد کی بنیاد رکھتا ہے تو اس بات پر خوش نہ ہو جائے کہ آج ہم نے مسجد کی بنیاد رکھی اور انشاء اللہ مسجد تعمیر ہو جائے گی اور ہم یہاں نمازیں پڑھنے کے لئے جمع ہو جائیں گے۔ نمازیں پڑھنے کے لئے جمع ہونے کے لئے بھی دلوں کو پاک کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا بھی ضروری ہے اور دلوں کو پاک کرنے کے لئے آپس کی رنجشوں کو مٹانا بھی ضروری ہے۔ آپس میں محبت اور بھائی چارہ پیدا کرنا بھی ضروری ہے اور اسی طرح اس تعلیم کو اپنے ماحول میں اور شہر میں اور علاقہ میں، جہاں جہاں مساجد ہیں، پھیلانا بھی ضروری ہے۔

ہم میئر صاحب کے بڑے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس علاقہ میں مسجد بنوانے کے لئے ہم سے تعاون کیا اور اس کھلی جگہ میں مسجد بنائی اور یہ بڑی ان کی اچھی بات ہے کہ مساجد ایسی جگہوں پر ہونی چاہئے جہاں سے اس کا پوری طرح تعارف ہو سکے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس مسجد کے بننے کے بعد مزید اس علاقہ کے لوگ دیکھیں گے کہ اسلام کا تعارف کس خوبصورتی سے اس مسجد کے ذریعہ ہوتا ہے۔

اسلام کی تعلیم تو کھلی تعلیم ہے۔ اس میں کوئی پیچ و خم نہیں۔ بڑی کھلی اور ظاہر و باہر تعلیم ہے کہ ایک خدا ہے اس کی عبادت کرو اور عبادت کے حق ادا کرو اور خدا کی مخلوق ہے اس کے حق ادا کرو۔ یہی اسلام کی تعلیم کا خلاصہ ہے اور اسی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ہر احمدی اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے اور کوشش کرنی چاہئے۔ پس اس تعلیم کو ہم نے زیادہ سے زیادہ اس علاقہ میں پھیلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک میں ترجمہ سے سمجھا ہوں میئر صاحب نے میرے حوالہ سے یہ بھی کہا کہ بڑا اچھا موقع ہے کہ میں یہاں آیا ہوں اور یہ جلدی جلدی آنے کا موقع نہیں ملتا۔ ایک تو انشاء اللہ تعالیٰ جب مسجد تعمیر ہوگی، جتنی جلدی اس کی تعمیر مکمل ہوگی، اتنی جلد آنے کا موقع مجھے بھی ملے گا۔ دوسرے اگر میئر صاحب چاہیں کہ مَیں بھی جلدی جلدی آیا کروں اور جماعت کے فنکشن بھی جلدی جلدی ہوں تو اس علاقہ میں آپ ہمیں اور زمین دیں اور ہم اور مساجد بنائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جلدی آئیں گے۔ تو ہماری طرف سے کوئی روک نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہمارا پیغام محبت اور پیار کا پیغام ہے۔ اس کو پھیلانے کے لئے جہاں بھی آپ ہمیں بلائیں گے ہم فوراً حاضر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب اس کے بعد مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا اور اس کے بعد انشاء اللہ وہیں دعا ہوگی۔

تقریب سنگ بنیاد

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب چھ بجکر پینتالیس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جگہ تشریف لے گئے۔ جہاں ’’مسجد دارالامان‘‘ کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنیادی اینٹ دعاؤں کے ساتھ نصب فرمائی۔ بعدازاں حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے دوسری اینٹ رکھی۔

اس کے بعد علی الترتیب درج ذیل جماعتی عہدیداران اور احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت عطا ہوئی۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، میئر (Friedberg)، Mr. Michael Keller، عبدالماجد طاہر (ایڈیشنل وکیل التبشیر)، مکرم حیدر علی ظفر صاحب (مربی انچارج جرمنی)، مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب (ریجنل مربی)، چوہدری افتخار احمد صاحب (صدر مجلس انصاراللہ)، مکرم ملک ابرار الحق صاحب (نائب صدر سوم مجلس خدام الاحمدیہ)، مکرمہ امۃ الحیٔ صاحبہ (نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ)، مکرم طاہر محمود صاحب (نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ)، مکرم مظفر احمد ظفر صاحب (ریجنل امیر)، مکرم شیخ خلیل احمد صاحب (آفس انچارج سو مساجد)، مکرم وحید احمد قمر صاحب (صدر جماعت فرید برگ)، مکرم عظمت احمد صاحب (جنرل سیکرٹری)، مکرم مرزا نعیم احمد صاحب (زعیم انصاراللہ)، مکرم عاصم رشید کاہلوں صاحب (قائد مجلس فرید برگ)، مکرمہ سلمٰی ستارہ صاحبہ (صدر لجنہ فرید برگ ویسٹ)، مکرمہ رسالہ افضل صاحبہ (صدر لجنہ فرید برگ Mitte)

علاوہ ازیں واقفین نَو میں سے عزیزہ عطیۃ الکریم واقفہ نو نے ایک اینٹ رکھی اور عزیزم نعمان گل (واقف نو) نے بھی ایک اینٹ رکھی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مکرم محمد حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان نے ایک اینٹ رکھنے کی سعادت پائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعدازاں مقامی اخبار Wetteralles Zeitung کے نمائندہ نے درخواست کر کے میئر کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مارکی میں تشریف لے آئے جہاں مقامی جماعت نے اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام احباب کے لئے چائے اور ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔

ریفریشمنٹ کے پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین کو شرف زیارت نصیب ہوا اور بچیوں نے مختلف گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور گیت پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب لجنہ کی مارکی سے باہر تشریف لائے تو تمام مرد احباب ایک قطار میں کھڑے ہو چکے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تمام احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

بعدازاں لوکل مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

اس کے بعد یہاں سے واپس بیت السبوح کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور یہاں سے روانہ ہو کر آٹھ بجے بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

تقریب رخصتانہ میں شرکت

پروگرام کے مطابق آٹھ بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عزیزہ ندرت بشریٰ نجم (واقفہ نو) بنت مکرم نصیر احمد نجم صاحب کی تقریب رخصتانہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ اس تقریب کا اہتمام بیت السبوح کے ایک ہال میں کیا گیا تھا۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر کے لئے ازراہ شفقت مکرم محمد حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان اور مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ سے گفتگو فرمائی اور دونوں احباب سے قادیان اور ربوہ کے حالات دریافت فرمائے۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ)

(الفضل انٹرنیشنل ۱۳ اگست ۲۰۱۲)

اعلان برائے تبدیلی جماعتی رسید بک

جملہ صدران امراء وزونل امراء جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر آئندہ سے جماعتی چندہ جات کی وصولی کے لئے درجہ ذیل طریق کے مطابق رسید بک تیار کی گئی ہیں۔ جو کہ حسب ضرورت جماعتوں کو مہیا کی جائیں گی۔ اس لئے آپ سب کو ہدایت کی جاتی ہے کہ موجودہ جاری رسید بک 30 ستمبر 2012 تک قابل استعمال رہے گی اس کے بعد موجودہ رسید بک کالعدم ہو جائیگی۔ اور یکم اکتوبر 2012 سے نئی رسید بک پر ہی چندہ جات کی وصولی کی جاسکتی ہے۔ اس لئے آپ حسب ارشاد حضور انور اپنی جماعت کے متعلقہ سیکرٹریان کو ہدایت کر دیں کہ یکم اکتوبر 2012 سے درجہ ذیل تفصیل کے مطابق ہی چندہ جات کی وصولی کی جائے۔

1- لازمی چندہ جات کے لئے رسید بک صدر انجمن احمدیہ برائے نظارت بیت المال آمد جس کا رنگ سفید رنگ ہے۔ 2- رسید بک صدر انجمن احمدیہ برائے چندہ تحریک جدید- سبز رنگ۔ 3- رسید بک صدر انجمن احمدیہ برائے چندہ وقف جدید- آسمانی رنگ۔

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق رسید بکیں تیار ہیں۔ سیکرٹریان اپنے متعلقہ دفتر سے رابطہ کر کے رسید بک حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اقدس کے منشاء مبارک کے مطابق خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

ہفتہ قرآن مجید

ھاری پاری گام: ماہ جولائی ۲۰۱۲ ہفتہ قرآن مجید کے سلسلہ میں مسجد احمدیہ ہاری پاری گام کشمیر میں تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔ جن احباب جماعت کو ان تقریبات میں قرآن کریم کے متعلق تقریر کرنے کا موقع ملا ان میں خاکسار صدر جماعت احمدیہ کے علاوہ مولانا محمد یوسف انور صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان، مکرم مولوی رحمت ہدایت صاحب انڈونیشیا، مولانا غلام نبی نیاز صاحب، مولوی محمد عباس شیخ صاحب اور مکرم ادریس احمد راتھر صاحب شامل ہیں۔ (محمد امین اظہار صدر جماعت احمدیہ ہاری پاری گام)

بھاگلپور: ۱۵ جولائی ۲۰۱۲ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کو اپنا سالانہ زونل اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ بھاگلپور کے دو مشہور اخبار ہندوستان اور پربھات خبر میں اجتماع کی خبریں شائع ہوئیں۔ خدام اور اطفال کی کل حاضری ۱۱۰ رہی۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ ۱۰ بجے محترم سید عبدالنقی صاحب زونل امیر کی زیر صدارت اجتماع کی افتتاحی تقریب شروع ہوئی۔ محترم محبوب حسن صاحب سرکل انچارج نے تلاوت قرآن کریم کی۔ جبکہ محترم عبدالودود خان صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے عہد خدام و اطفال دہرایا اور خطاب فرمایا۔ آخر میں صدر اجلاس نے خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ پہلی نشست اختتام پذیر ہوئی۔

دوسری نشست میں خدام و اطفال کے علمی مقابلہ جات حسن قرآت، نظم خوانی، مقابلہ تقاریر، مقابلہ کوئز اور پیغام رسانی کروائے گئے۔ مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اختتامی تقریب میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ (مبین اختر زونل قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھاگلپور زون)

کنورسٹی: جماعت احمدیہ کنورسٹی صوبہ کیرلہ میں یکم جولائی تا سات جولائی ہفتہ قرآن مجید منایا گیا جس میں قرآن مجید کے موضوع پر مختلف عناوین پر تقریریں ہوئیں۔ اللہ کے فضل سے یہ پروگرام احباب کے ازدیاد علم اور تربیت کا باعث بنا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔ (ٹی ایم محمد۔ مبلغ سلسلہ کنورسٹی کیرلہ)

میڈی کری: ۷ راگست تا ۱۳ راگست بروز جمعہ ہفتہ قرآن مجید منایا گیا ہر روز نماز مغرب و عشاء کے بعد اجلاسات منعقد کئے گئے۔ جن میں قرآن مجید کی اہمیت، خصوصیت اور برکات کے موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید کی تعلیمات پر کما حقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(سیکرٹری اصلاح وارشاد میڈیکری)

بھونیشور: جماعت احمدیہ بھونیشور کی طرف سے جلسہ ہفتہ قرآن مجید یکم اگست تا ۱۰ اگست منعقد کیا گیا روزانہ تلاوت کلام پاک اور نظم خوانی کے بعد ایک ایک تقریر ہوتی رہی اور ۱۰ راگست کو زیر صدارت محترم سید خالد احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جلسہ ہفتہ قرآن منعقد کیا گیا۔ (سیکرٹری اصلاح واشاد بھونیشور)

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تریپورہ: ۱۴ راگست ۲۰۱۲ء کو شام چار بجے میونسپل ہال تریپورہ کے احاطہ میں جلسہ کی کاروائی شروع ہونی تھی لیکن ۲ بجے کے قریب شہر کے مسلمان ہال کے باہر اکٹھے ہونے شروع ہو گئے اور جماعت کے خلاف نعرے بازی شروع کردی۔ انہوں نے اعلان کروایا کہ جلسہ نہیں ہونے دیں گے جبکہ پولیس اور سول انتظامیہ سے جلسہ کی باقاعدہ تحریری اجازت حاصل کی گئی تھی۔ پولیس سے فوری رابطہ کیا گیا اور انہوں نے ہال کے باہر سے ہجوم کو جو دواڑھائی ہزار افراد پر مشتمل تھا تتر بتر کر دیا اور خاکسار اور محترم امیر صاحب چنئی اور ایک دو احمدی افراد کو ایس پی آفس میں لے جا کر حفاظت میں رکھا گیا۔ پولیس انتظامیہ سے ہمارا اصرار تھا کہ ہم جلسہ ضرور کریں گے کیونکہ ہم نے باقاعدہ جلسہ کی اجازت لی ہوئی ہے۔ چنانچہ مکرم ایس پی اور ڈی ایس پی صاحب نے خود جا کر جلسہ کی کاروائی شروع کروائی۔ اس دوران مشتعل ہجوم نے ہال کے باہر اور پولیس احاطہ کا جہاں ہم لوگ تھے گھیراؤ کر رکھا تھا بہرحال جلسہ اپنے مقرر وقت کے مطابق تو نہیں ہوسکا البتہ سوا گھنٹہ جلسہ کا پروگرام ہوا پھر پولیس افسران کی درخواست پر جلسہ ختم کر دیا گیا پولیس نے ہمارے احمدی افراد کو اپنی حفاظت میں بسوں میں بٹھا کر رخصت کیا پھر ہمیں بھی اپنی حفاظت میں کوئمبٹور کے آدھے راستہ تک چھوڑ کر آئے۔ جلسہ کے پروگرام اور مخالفین احمدیت کی مخالفت کو میڈیا نے خوب کوریج دی تقریباً چھ سات ٹی وی چینلوں نے تفصیلی خبریں نشر کیں اور ۲۵ سے ۳۰ اخبارات نے بھی یہ خبریں شائع کیں۔ بعض اخبارات کی خبریں ہم نے پڑھیں بہت اچھے رنگ میں خبریں دی گئی ہیں کہ جماعت احمدیہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلسہ کر رہی تھی لیکن دوسرے مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی۔ بہرحال ہمارا جو مقصد تھا اس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے پورا فرما دیا کہ مخالف جو جلسہ نہ ہونے دینے کا عزم کئے ہوئے تھے ان کے سامنے خواہ چھوٹے پیمانے پر ہی مگر جلسہ ہوا۔ اور اخبارات اور ٹی وی چینلوں کے ذریعہ جماعت کا پیغام خوب پھیلا۔ اگر جلسہ آرام سے ہو جاتا تو ان مسلمانوں نے جلسہ میں آنا نہیں تھا غیر مسلموں کو بھی روکنا تھا لیکن اسطرح اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ہمارا جلسہ سنوایا بھی اور جماعت کا پیغام احسن رنگ میں عوام تک پہنچا بھی دیا۔ الحمدللہ۔

ضروری اعلان بعد تصحیح بسلسلہ تقسیم نظارت اصلاح وارشاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آمدہ ارشاد زیر مکتوب QND-1404/8-4-12 جسے زیر 16/10-04-12 خ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ریکارڈ کیا گیا ہے کے تحت نظارت اصلاح وارشاد کے کاموں میں مزید بہتری لانے کیلئے اس نظارت کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (۱) نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ:

اس نظارت کے تحت جنوبی ہند کے درج ذیل صوبہ جات کئے گئے ہیں۔ آندھرا۔ کرناٹک۔ گووا۔ مہاراشٹر۔ تامل ناڈو۔ انڈیمان۔ اُڑیسہ۔ چھتیس گڑھ۔ گجرات۔ بنگال۔ آسام۔ میگھالیہ۔ دیہی قادیان اس نظارت کے ناظر مکرم مولانا منیر احمد خادم صاحب اور نائب ناظر مکرم مولانا عبدالوکیل نیاز صاحب ہیں۔

(۲) نظارت اصلاح وارشاد برائے شمالی ہند:۔ اس نظارت کے تحت درج ذیل ۱۰ صوبہ جات کئے گئے ہیں۔ جموں و کشمیر، ہماچل، پنجاب، (ماسوائے قادیان) اترا کھنڈ۔ ہریانہ، راجستھان، اتر پردیش، مدھیہ پردیش، بہار اور جھارکھنڈ۔ اس نظارت کے ایڈیشنل ناظر مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب اور نائب ناظر مکرم مولانا تنویر احمد خادم صاحب ہیں۔

۔ شعبہ رشتہ ناطہ۔ شعبہ جلسہ گاہ۔ شعبہ مجلس شوریٰ۔ شعبہ امتحان دینی نصاب کارکنان۔ جیسے مشترکہ شعبے نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ میں ہی رہیں گے۔

زونل امراء کرام عہدیداران جماعت، جملہ مبلغین و معلمین کرام اس تقسیم کے مطابق متعلقہ نظارت سے رابطہ کیا کریں۔ (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد۔ شمالی ہند)

رات کو سب لوگ کوئمبٹور پہنچ گئے یہاں رات ۹ بجے باقاعدہ تربیتی اجلاس کیا گیا خاکسار نے افراد جماعت بالخصوص نوجوانوں کو جلسہ کی کامیابی پر مبارکباد دی اور کہا کہ تحمل و صبر قائم رکھیں الحمدللہ۔ افراد جماعت کا حوصلہ بلند رہا۔ بحیثیت مجموعی جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بابرکت اور دوررس نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔ (ناظر دعوت الی اللہ بھارت)

تربیتی جلسہ جگرناتھ

جگرناتھ نگر: مورخہ ۱۵ جولائی ۲۰۱۲ کو مکرم جلال الدین خان صاحب کے گھر پر جگرناتھ نگر بھونیشور میں ایک تربیتی جلسہ رکھا گیا تھا۔ یہ جلسہ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ بھونیشور کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

(سیکرٹری اصلاح وارشاد۔ بھونیشور)

جماعت احمدیہ بھرتپور مرشد آباد (بنگال) کا صد سالہ جوبلی جلسہ وشانتی سمّیلن

بھرتپور (بنگال) بتاریخ ۲۵۔۲۶ جولائی صد سالہ جوبلی جلسہ و شانتی سمّیلن منعقد ہوا۔ جلسہ میں مرکزی نمائندہ کے طور پر مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب بطور مہمان خصوصی تشریف لائے۔ ۲۵ جولائی کو صبح ۱۱ بجے جلسہ کا افتتاح ہوا۔ جس میں محترم غلام مصطفیٰ صاحب زونل امیر مرشد آباد نے صدارتی خطاب کیا۔ بعدہ مرکزی نمائندہ شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب نے خطاب کیا۔ دوسری تقریب نماز ظہر و عصر کے بعد ٹھیک ساڑھے تین بجے شانتی سمّیلن کے طور پر زیر صدارت مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری شروع ہوئی۔ اس تقریب میں قرآن مجید کی تلاوت و نظم کے بعد کل ۸ تقاریر ہوئیں۔ محترم مولانا ابوطاہر منڈل صاحب، مولانا ابوجعفر منڈل صاحب۔ سوامی پرادپتا نند مہاراج جی بھارت، سیوا اشرم بیلڈانگا مرشد آباد، محترم کومولیر ڈابھٹ آچاریہ، محترم سنتوش سنگھ چولہ۔ سنت کر صاحب سوامی مدرس بیل ڈانگا کالج نے اپنے اپنے مذہب کی تعلیم سے امن کے متعلق خطاب کیا۔ آخر پر محترم صدر جلسہ نے صدارتی خطاب کیا۔ محترم زونل امیر صاحب نے مہمانان کرام کا شکریہ ادا کیا جس کے بعد یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ یہ سارا پروگرام سٹی چینل کے ذریعہ نشر کیا گیا۔ دوسرے دن صد سالہ جوبلی جلسہ منعقد ہوا جس میں تربیتی اور تبلیغی موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بھرتپور بنگال میں ۱۹۱۲ میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے دور خلافت میں جماعت کا قیام ہوا۔ ان ہر دو پروگراموں کے کامیاب انعقاد میں محترم عطاء الرحمن صاحب صدر جماعت بھرتپور اور احباب جماعت نے خصوصی محنت کی۔ جزاکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان دونوں تقاریب کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔ (محمد سجاد احمد مبلغ سلسلہ بھرتپور۔ بنگال)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

منظوری سالانہ ذیلی اجتماعات بھارت 2012

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بھارت کی ذیلی تنظیمات کے سالانہ اجتماعات 2012 کیلئے مندرجہ ذیل تاریخوں کی منظوری فرمائی ہے۔

- ۔اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت مورخہ 13-14-15 اکتوبر بروز ہفتہ، اتوار، سوموار۔
- ۔اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ مورخہ 9-10-11 اکتوبر بروز منگل، بدھ، جمعرات۔
- ۔اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت وناصرات الاحمدیہ مورخہ 9-10-11 اکتوبر بروز منگل، بدھ، جمعرات

تمام ذیلی تنظیم کے ممبران وممبرات قادیان دارالامان کے روحانی ماحول میں منعقد ہونے والے ان اجتماعات میں شمولیت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کردیں۔ یہ اجتماعات تربیت کا اہم ذریعہ ہیں۔ (ادارہ)

روز محشر کے تصور میں۔ (فیاض احمد کاٹھ پورہ کشمیر)

زندگی کیا تھی چند ایک روز کی
جانے دے بن پوچھے مجھے
کیا کھویا کیا پایا اپنی تقدیر سے
اپنی جنت کی گلیوں سے
کھینچ دے ہاتھ اپنا
تیری رحمت بلا رہی ہے مجھے
میری پاپ کی گٹھڑی سے
جانے دے
کیا پائے گا میری رسوائی میں
روز محشر کے ''حساب کتاب سے''

رمضان المبارک کے لیل ونہار

الحمدللہ جماعت احمدیہ شیرلہ، ساونت واڑی میں رمضان المبارک کا چاند نظر آنے کے بعد رمضان کی روحانی مصروفیات کا آغاز ہوا اور تا آخر یہ سلسلہ جاری رہا۔ نماز تراویح: باجماعت فرض نمازوں کے علاوہ باقاعدگی سے ادا کی گئی۔ درس القرآن: رمضان المبارک کے آغاز سے ہی بعد نماز فجر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ترجمۃ القرآن سے درس دیا جاتا رہا۔ درس الحدیث: بعد نماز مغرب رمضان المبارک کی اہمیت فضیلت و برکات کے متعلق احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے پورا ماہ درس کا انتظام رہا۔

مثالی وقار عمل: بتاریخ ۲۴ جولائی ایک خصوصی مثالی وقار عمل کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے حصہ لیا اور گاؤں کے سرپنچ و پولیس کے حکام کے علاوہ دیگر معزز اشخاص حاضر ہوئے۔ اس کا ذکر مقامی چار اخبارات نے تصاویر کے ساتھ کیا۔

نماز عید الفطر: بتاریخ ۲۰ اگست پونے دس بجے مقام شیرلہ نماز عید الفطر خاکسار محمد فضل سارک نے پڑھائی۔ جس میں کثیر تعداد میں افراد شامل ہوئے نماز کے بعد خطبہ ودعا کے بعد احباب نے ایک دوسرے کو عید المبارک کا تحفہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک اور عید الفطر کی برکتیں پورا سال جاری رکھے۔ آمین

(محمد فضل سارکی۔ مبلغ سلسلہ ساونت واڑی)

بقیہ: اداریہ از صفحہ دوم

سعادت میں تم بھی شامل ہوجاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

(خطبہ جمعہ ۱۳ اگست ۱۹۹۰ء اسلام آباد انگلستان بحوالہ خلیج کا بحران اور نظام جہان نو صفحہ ۷،۸)

اللہ تعالیٰ خیر اُمت کو اپنے موعود مسیح برحق کو جلد از جلد قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا خیر اُمت از سرنو امن وعافیت فلاح وکامیابی کے دن دیکھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آئمہ اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''اللہ کرے کہ مسلم اُمّہ کو اس حقیقت کی سمجھ آجائے کہ آپؑ ہی وہ وجود ہیں جس نے اس زمانے میں مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے آنا تھا اور آئے ہیں۔ مسلم ممالک کے جو حالات ہیں، دنیا میں مختلف ارضی وسماوی آفات ہیں، یہ مسلمانوں کو یہ باور کرانے والی ثابت ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں جس فرستادے کو بھیجنا تھا وہ آچکا ہے اور اسے قبول کریں۔'' آمین (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ اپریل ۲۰۱۱)

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

دُعائے مغفرت

خاکسار کے والد قاضی محمد اسلم عباسی صاحب صدر جماعت احمدیہ مین پور (یوپی) ابن محترم امام الدین صاحب بعارضہ کمزوری اور بخار مورخہ 19 اگست 2012 کو بعمر 94 سال وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف سرکاری خزانہ افسر تھے اور تادم صدر جماعت احمدیہ کے عہد پر خدمت بجا لاتے رہے۔ آپ اپنے پیچھے اپنی اہلیہ، دو بیٹیاں، چار بیٹے یادگار چھوڑ گئے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے، موصوف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ نیز تمام جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (مبشر احمد عباسی۔ مین پوری۔ یوپی)

ایم ٹی اے پر نشر ہونے والے مستقل پروگرام
ہندوستانی وقت کے مطابق

دن	پروگرام	وقت
جمعہ	لقاء مع العرب	**10.25**
	یسرنا القرآن	12:00 PM, 6:00 PM,11:00AM, 6:30AM
	Beacon of Truth	1:00 PM
	فقہی مسائل	5:00 Pm, 2 :00 AM
	خطبہ جمعہ	**5:30 PM Live,** 8:30 PM, 2:30 AM
	ترجمۃ القرآن کلاس	8:30
ہفتہ	Faith Matters	1:00 PM
	خطبہ جمعہ	8:00 AM, 4:25 PM, 4:20 AM
	راہ ھدیٰ Live	**9:00 AM, 9:30 PM, 2:30 AM**
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	الترتیل	**12:00 PM, 6:00 PM,11:00 PM, 6:30 AM**
	جماعتی خبریں	**1:30 PM, 2:00 AM**
	Story Time	**2:00 PM, 5:40 PM, 4:00 AM**
	مجلس عرفان	**2:30 PM**
	انتخاب سخن	**6:30 PM**
اتوار	مجلس عرفان (انگریزی)	**4:30 AM**
	خطبہ جمعہ	8:40 AM, 6:30 PM, 4:25 AM
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	یسرنا القرآن کلاس	12:00 PM,6:00 PM,11:00 AM,6:30 PM
	وقف نو کلاس	**12:30 PM, 8:30PM, 11:50 PM**
	Real Talk	**1:00 AM**
	Faith Matters	**1:30 PM**
	خطبہ جمعہ (ملیالم)	**8:00 PM**
	Story Time	
سوموار	وقف نو کلاس	**6:50 AM**
	Real Talk	9:30 AM
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	الترتیل	12:00 PM,6:00 PM,11:00 AM,6:30 AM
	جماعتی خبریں	1:30 PM
	فرنچ ملاقات	**2:30 PM**
	خطبہ جمعہ	8:30 PM
	راہ ھدیٰ	9:30 PM, 2:00 AM
منگل وار	لقاء مع العرب	10:25 AM
	یسرنا القرآن کلاس	12:00PM, 6:00PM, 11:00AM, 6:30 PM
	مجلس عرفان انگریزی	2:30 PM, 4:30 AM
	Real Talk	6:30 PM
بدھ	انتخاب سخن	4:30 AM
	لقاء مع العرب	10:25 AM
	الترتیل	12:00 PM, 6:00 PM, 11:00 AM, 6I30 AM
	Real Talk	1:30 PM, 1:00 AM
	مجلس عرفان اردو	**2:30 PM**
	فقہی مسائل	**8:30 PM, 5:00 AM**
	Faith Matters	9:30 PM
جمعرات	فقہی مسائل	8:00 AM
	Faith Matter	9:30 AM, 1:00 AM
	لقاء مع العرب	**10:25 AM**
	Beacon of Truth	**1:30 PM, 6:30 PM, 4:30 AM**
	ترجمۃ القرآن کلاس	**2:30 PM, 10:30 AM, 2:30 AM**
	انتخاب سخن	9:30

منجانب: نظارت اصلاح وارشاد (مرکزیہ)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 20 Sep 2012 IssueNo : 38

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air. 45 Pounds or 70 U.S. $
: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

جلسے کے تین ایام روحانی مائدہ سے استفادہ کے دن ہیں

اللہ تعالیٰ بجز تقویٰ کے اور کسی بات سے راضی نہیں ہوتا ہر احمدی کو اپنے تقویٰ کے معیار کو بلند کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7؍ستمبر 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ شروع ہورہا ہے۔ گو یہ شام کو شروع ہوگا لیکن حقیقت میں یہ جمعہ اس جلسہ کا حصہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے قیام کا بنیادی مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا اس جماعت کا قیام اس لئے ہے تا خدا تعالیٰ کی معرفت میں ترقی ہو۔ خدا تعالیٰ کا زہد و تقویٰ پیدا ہو۔ احباب جماعت نرم دلی اور باہم محبت پیدا کرنے والے ہوں۔ بھائی چارے کی مثال بن کر رحماء بینھم کا نمونہ پیش کریں۔ سچائی کا اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا پس ہر ایک احمدی کو یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ سفر کی مشکلات برداشت کرکے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں اس کی غرض کیا ہے۔ سفر کی مشکلات کی نوعیت تو بدل گئی ہے مگر سفر بہرحال سفر ہے جو لوگ جلسے میں شمولیت کے لئے آئے ہیں انہیں اس بات کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق کام کریں۔ جلسے کے تین دنوں میں ہر شامل جلسہ اس بات کو مدنظر رکھے گا تو تبھی وہ جماعت پیدا ہوگی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے تھے اگر اس نہج پر ہم اپنی سوچوں اور عملوں کو نہیں لے جائیں گے تو جلسہ میں شمولیت بے کار ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں یہ کوئی دنیاوی جلسہ نہیں ہے کہ خوش گپیاں کریں یا چیزیں بازار سے جاکر کھالیں۔ یہاں آنے والوں کو روحانی فائدہ کیلئے آنا چاہیئے۔ اور روحانی مائدے کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو آج ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ جو حقیقی رنگ میں اس سے فائدہ حاصل کرنے والوں کو غریب سے امیر ترین بنادیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت میں حضرت مسیح موعودؑ کی جلسوں میں شامل ہونے والوں اور جماعت میں شامل ہونے والوں کی خود شناسی کے متعلق کچھ کہوں گا کہ کیسے احمدی حضرت مسیح موعودؑ چاہتے تھے؟ اور جماعت کیسی ہونی چاہیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”بجز تقویٰ کے اور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ۝۔ (النحل ۱۲۹)

ہماری جماعت کیلئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلہ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رُوبہ دُنیا تھے اُن تمام آفات سے نجات پاویں۔

آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہوجاوے خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی اگر اُس بیماری کیلئے دوا نہ کی جائے اور علاج کیلئے دُکھ نہ اُٹھایا جاوے، بیمار اچھا نہیں ہوسکتا۔ ایک سیاہ داغ مُنہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کردیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کل منہ کو کالا نہ کردے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے صغائر سہل انگاری سے کبائر ہوجاتے ہیں۔ صغائر وہی داغ چھوٹا ہے جو بڑھ کر آخر کار کُل منہ کو سیاہ کردیتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۷ ایڈیشن ۲۰۰۳)

حضور انور نے فرمایا کہ ہر چھوٹی بُرائی کی فکر کرنی چاہیئے کہ کہیں یہ بڑی ہوکر انسان کو تباہ نہ کردے۔ پس اپنے عمل سے تقویٰ کو ٹھیک کرنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیئے۔ ان دنوں میں بہت دعائیں کریں۔ آج ہم مسلمانوں کی حالت دیکھتے ہیں تو اور خوف پیدا ہوتا ہے کہ ہماری کسی بدعملی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض نہ ہوجائے۔

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں اپنے قول وعمل کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ جو دل ناپاک ہو خواہ قول کتنا ہی پاک کیوں نہ ہو قابل قبول نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کو قول وعمل کے تضاد کی وجہ سے ہی سزائیں ملی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے ویسا ہی قہّار اور منتقم بھی ہے۔ ایک جماعت کو دیکھتا ہے کہ اُن کا دعویٰ اور لاف وگزاف تو بہت کچھ ہے اور اُن کی عملی حالت ایسی نہیں تو اس کا غیظ وغضب بڑھ جاتا ہے۔ پھر ایسی جماعت کی سزادہی کیلئے وہ کفار کو ہی تجویز کرتا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کئی دفعہ مسلمان کافروں سے تہ تیغ کئے گئے۔ جیسے چنگیز خاں اور ہلاکو خاں نے مسلمانوں کو تباہ کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے، لیکن پھر بھی مسلمان مغلوب ہوئے۔ اس قسم کے واقعات بسا اوقات پیش آئے۔ اس کا باعث یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ لا الہ الا اللہ تو پکارتی ہے لیکن اس کا دل اور طرف ہے اور اپنے افعال سے وہ بالکل رُوبدُنیا ہے تو پھر اُس کا قہر اپنا رنگ دکھاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۷ ایڈیشن ۲۰۰۳)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”اللہ کا خوف اِسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اُس کا قول وفعل کہاں تک ایک دُوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول وفعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ موردِ غضب الٰہی ہوگا جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آتے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہوجائے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے؟ اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے؟ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اُس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے اور زبانی دعوے کرتی ہے وہ غنی ہے وہ پروا نہیں کرتا۔ بدرؔ کی فتح کی پیشگوئی ہوچکی تھی، ہر طرح فتح کی اُمید تھی لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رورو کر دعا مانگتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورت الحاح کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے یعنی ممکن ہے کہ وعدۂ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۸ ایڈیشن ۲۰۰۳)

حضور انور نے فرمایا حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کی حالت کا جو ہلاکو خاں اور چنگیز خان سے موازنہ کیا ہے آج بھی وہی حالت ہے۔ غیروں کے قانون پر چل رہے ہیں۔ اپنے ہی ملک پر تخت بچانے کیلئے مسلمانوں کا خون ہورہا ہے۔ سمجھتے ہیں کہ اُن کے تخت محفوظ رہیں۔ ظلم کی سزا بھی ملے گی اور تخت بھی اُلٹے جائیں گے۔ جن ملکوں میں حکومتیں الٹی ہیں ان کا بھی یہ حال ہے کہ ظلم کررہے ہیں اور اپنی طاقت کمزور کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلم ائمہ کو عقل دے۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ماننے والوں کا کیا مقام دیکھنا چاہتے ہیں اس کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں۔

”پس ہمیشہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے، اس کا معیار قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کرکے اُس کے کاموں کا خود کفیل ہوجاتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۝ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ

(الطلاق ۳۔۴)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کیلئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کیلئے ایسے روزی کے سامان پیدا کردیتا ہے کہ اس کے علم وگمان میں نہ ہوں یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔“(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۸ ایڈیشن ۲۰۰۳)

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے انتظامی نکتہ نگاہ سے بھی نصائح فرمائیں۔ خصوصاً پارکنگ کے متعلق سیکورٹی چیکنگ کے متعلق حضور نے فرمایا کہ ہر شامل جلسہ کو چیکنگ کروانی چاہیئے کیونکہ یہ آپ کے فائدے کیلئے ہے۔ اسی طرح صفائی کے متعلق خصوصی ہدایات فرمائیں۔ پاکستانی احمدیوں کیلئے خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد ظالموں کی ہلاکت کے سامان پیدا فرمائے۔ حضور انور نے مکرم رانا عبد الغفار صاحب شہید پاکستان، مکرمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ نیز سیریا کے ایک احمدی دوست کے کوائف بیان فرمائے اور بعد نماز جمعہ ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔ ❁❁❁